ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

بیادگار
مولانا مفتی محمودؒ

26/26

دین حق کی سربلندی اور
اسلامی نظام کے نفاذ
کے لئے جد وجہد جاری رکھیں
حضرت درخواستی کا خطاب

اسلامی حدود اور مروجہ قوانین

۲۳ شعبان تا ۲۹ شعبان ۱۴۰۱ھ
شمارہ ۲۶
۲۶ جون تا ۲ جولائی ۱۹۸۱ء
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور ایک غیر مسلم کا نذرانۂ عقیدت

زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی

سلام اس ذاتِ اقدسؐ پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دُنیائے امکاں پر

سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

بڑے چھوٹے میں جس نے اخوّت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرِّ خاقانی

سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

سلام اس ذاتِ اقدسؐ پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزادؔ کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

جگن ناتھ آزاد

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۴ شمارہ ۲۶

جمعۃ المبارک ۲۳ شعبان تا ۲۹ شعبان ۱۴۰۱ھ

معزز غیر ملکی مہمانوں کی آمد اور علاقائی صورتحال کے تقاضے

عوامی جمہوریہ چین کے وزیراعظم کی پاکستان تشریف آوری کے چند روز بعد بھارتی وزیر خارجہ اور امریکی نائب وزیر خارجہ کا دورۂ پاکستان علاقائی صورتحال کے پیش نظر خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ کے دورہ کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے درمیان بات چیت اور مفاہمت کے عمل کو جاری رکھنے پر اتفاق رائے کے علاوہ آمدورفت کی پابندیوں میں کچھ لچک پیدا کرنے کا بھی فیصلہ ہوا ہے اور دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کا یہ حق تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے دفاع کے لئے ضرورت کے مطابق اسلحہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ بھارتی وزیر خارجہ کا یہ اعلان بھی کہ بھارت پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے تحفظ میں دلچسپی رکھتا ہے، باہمی مفاہمت میں پیش رفت کا غماز ہے۔

اس کے بعد امریکی نائب وزیر خارجہ کا دورۂ پاکستان اور اس کے نتیجہ میں پاکستان کو امریکہ کی طرف سے فوجی و اقتصادی امداد دینے کا اعلان بھی علاقائی کشیدگی کو ایک نئے رُخ کی طرف موڑنے کا باعث بن سکتا ہے۔

ہم ان معزز غیر ملکی مہمانوں کی پاکستان میں آمد اور ان کے ساتھ پاکستانی راہنماؤں کی بات چیت کے نتیجہ میں سامنے آنے والے مسائل پر آزادانہ گفتگو کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور نہ ہی مذکورہ معاملات کی نزاکت اور سنگینی اس کی متحمل ہو تاہم اصولی طور پر ان مذاکرات اور گفت و شنید کی اہمیت و ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اس موقع پر صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے رفقاء حکومت سے اتنی بات ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ علاقائی صورتحال اور پاکستان کے آئندہ کردار کے بارے میں ہمسایہ ممالک، دوست ممالک اور بڑی طاقتوں سے ضرور گفت و شنید کیجئے اور ان سے مشاورت و مفاہمت کا تسلسل جاری رکھئے لیکن پاکستان کے عوام کو بھی ان معاملات

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ "ترجمان اسلام" رنگ محل لاہور ۸
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

پبلشر مولانا عبیداللہ انور ... لاہور

ہیں مزید اعتماد میں لیجئے جن کا مستقبل ان مذاکرات اور علاقائی صورتحال پر سیاسی گفت وشنید سے وابستہ ہے۔

پاکستان کے عوام کو وطن عزیز کی سالمیت واستحکام سے جتنی دلچسپی ہو سکتی ہے اور کسی کو نہیں ہو سکتی کیونکہ انہیں اسی خطہ میں رہنا ہے اور علاقہ میں پیش آنے والے سرد وگرم حالات کا براہ راست سامنا کرنا ہے: اس لئے یہ بات قرین انصاف نہیں ہوگی کہ ان معاملات میں پاکستانی عوام اور رائے عامہ کے حقیقی نمائندوں کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی حتمی راہ طے کر لی جائے۔

سنسر شپ اور ضابطہ اخلاق

کچھ عرصہ سے اس قسم کی خبریں اخبارات کی زینت بن رہی تھیں کہ حکومت سنسر شپ کے خاتمہ یا اسے نرم کرنے پر غور کر رہی ہے۔ پھر یہ باتیں سننے میں آئیں کہ صحافت کا ضابطہ اخلاق مرتب کیا جا رہا ہے اور قومی پریس کو ضابطہ اخلاق کا پابند بنانے کے بعد سنسر شپ کی ضرورت باقی نہیں ... لیکن آج اخبارات میں وفاقی وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق کے حوالے سے یہ خبر چھپی ہے کہ ضابطہ اخلاق کے نفاذ کے بعد بھی سنسر شپ برقرار رہے گی۔ جہاں تک سنسر شپ کی ضرورت اور جواز کا تعلق ہے اس مسئلہ کے دیگر پہلوؤں سے قطع نظر ان مقاصد کے لئے بھی جن کی بنیاد پر حکومت سنسر شپ کو جاری رکھنا چاہتی ہے سنسر شپ کا وجود مثبت اور مفید نتائج کا حامل ثابت نہیں ہوا۔

لیکن یہ بات ہمارے فہم کی گرفت میں نہیں آ رہی کہ سنسر شپ اور ضابطہ اخلاق کے بیک وقت نفاذ میں کونسی مصلحت پنہاں ہے؟ کیونکہ اگر سنسر شپ نے برقرار رہنا ہے تو ضابطہ اخلاق کے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر ضابطہ اخلاق کا نفاذ ضروری ہے تو اس کے نفاذ کے

بعد سنسر شپ کی بقا قومی صحافت پر دوہری بے اعتمادی کے اظہار کے سوا کوئی معنی رکھتی۔

اس لئے ہم وزارت اطلاعات ونشریات کے حکام سے یہ گزارش کریں گے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی پالیسی کا ازسرنو جائزہ لیں اور قومی پریس کو اعتماد کی وہ بنیاد فراہم کرنے میں تامل سے کام نہ لیں جو ملکی سالمیت کے تحفظ اور استحکام کے فروغ میں قومی پریس کے مؤثر اور مثبت کردار کے لئے ناگزیر ہے۔

راشدی
۱۷-۶-۸۱ء

کچھ مفتی محمودؒ نمبر کے بارے میں

جیسا کہ قارئین کے علم میں ہوگا کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ پر ہفت روزہ ترجمان اسلام کا نمبر ختم ہو چکا ہے تاہم ابھی تک وہ حضرات جن کو نمبر نہیں ملا یا مطلوبہ تعداد سے کم ملا یا دفتر کی طرف سے تو ارسال کیا گیا مگر مطلوبہ شخص تک نہیں پہنچ سکا سراپا شکایت ہیں ان سے درخواست ہے کہ

- وہ حضرات جن کو مطلوبہ تعداد میں نمبر نہیں ملا؛
- ایسے حضرات جنہوں نے دفتر کو رقم ارسال کی مگر ان تک نمبر نہیں پہنچ سکا؛

دفتر کی طرف سے جاری کردہ رسید کی فوٹو اسٹیٹ ارسال کریں تاکہ چھان بین کر کے مطالبہ پورا کیا جا سکے۔ مزید کسی قسم کی شکایت ہو تو براہ راست دفتر کو تفصیلاً لکھیں؛ نیز یہ کہ جن حضرات کے پاس نمبر بچ گیا ہو وہ دفتر کو اس سلسلے میں مطلع کریں۔

زاہد بلند شہری

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

اسلامی حدود اور مروّجہ قوانین

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار ان سرکردہ جیّد علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں تحریک پاکستان میں فیصلہ کن کردار ادا کیا اور اپنی تمام تر فکری و عملی صلاحیتوں کو قیام پاکستان کی جد و جہد کے لئے وقف کر دیا۔

۵۲ء میں جب پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آئندہ دستور کا مسودہ زیر بحث تھا مولانا مرحوم نے ایک مجلس میں اسلامی حدود کی اہمیت اور مروّجہ قوانین کے ساتھ ان کے موازنہ کے سلسلہ میں تقریر فرمائی۔ اسلامی دستور و قوانین کے مسائل آج کل پھر قومی و علمی حلقوں میں زیر بحث ہیں اس لئے مولانا مرحوم کی یہ وقیع اور پُر مغز تقریر آج کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے افادۂ عام کے لئے پھر شائع کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

جیسا کہ سب کو علم ہے پاکستان اسمبلی میں ملک کے دستور کا مسودہ پیش کیا جا رہا ہے جس کے متعلق مختلف قسم کی باتیں مختلف لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔ پاکستان "اسلام" اور "لا الٰہ الا اللہ" کے نام پر بنا تھا اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ یہاں پر کوئی دوسرا دستور جو "اسلام" سے مختلف ہو بنایا جا سکے۔ مگر بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اوّل تو شریعت میں کوئی قانون ہی نہیں اس لئے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ملک کا دستور اسلامی ہو اور اگر بالفرض کوئی دستور اسلام میں ہے بھی تو وہ اس زمانے کی ضرورتوں اور تقاضوں کو ہرگز بھی پورا نہیں کر سکتا۔ یہ کہنا کہ اسلام میں کوئی دستور او قانون نہیں یہ تو مجذوب اور دیوانے کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ دو سو سال پہلے کو دیکھو کہ مشرق اور مغرب میں اسلامی حکومت پھیلی ہوئی تھی اور تمام عدالتیں اسلامی ہی قانون سے چل رہی تھیں — انگریزی قانون کو کسی مسلمان جانتا بھی نہ تھا۔ آٹھ سو سال تک ہندوستان میں اسلامی حکومت رہی اور قانون شریعت کے مطابق فیصلے ہوتے رہے۔

مجھے تو اسوقت یہ بتانا ہے کہ موجودہ زمانہ کے قانون اور اسلام کے قانون میں کیا فرق ہے اور اس کے علاوہ چند اصول قواعد بیان کرنے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اسوقت عالم میں اگر موجودہ ضرورتوں کو کوئی قانون پورا کر سکتا ہے تو صرف اسلامی قانون ہی ہے اور یہی وہ قانون ہے کہ آج دنیا کی مصیبتوں کا واحد علاج اسی پر عمل کرنے سے وابستہ ہے لہذا وقت کا سب سے زیادہ ضروری یہی دستور و قانون ہے جو اسلام نے تبلایا ہے۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ دنیا میں بڑی عدالتیں دو ہی ہیں۔ ایک عدالت دیوانی اور دوسری عدالت فوجداری۔ پہلی عدالت مالی مقدمات کے لئے ہے اور دوسری جانی۔ اور اس پر بھی سب عقلاء کا اتفاق ہے اور ساری دنیا اس کو مانتی ہے کہ یہ عدالتیں جرائم کی سزا دینے کے لئے قائم ہیں تاکہ جرائم کی روک تھام ہو اور مخلوق خدا امن کا سانس لے سکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عقلی طور پر جرائم کی کتنی شکلیں ہو سکتی ہیں اور اس کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان جرائم کو موجودہ

قانون نے روکنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا اور اسلام نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ قانون کا مقصد یہ ہے کہ امن عامہ قائم ہو اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت ہو۔ لہٰذا یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ لوگوں کے حقوق کی کتنی قسمیں ہیں؟ سو یہ حقوق تین قسم کے ہیں مالی، جانی اور آبرو۔ انہی کی حفاظت کی دعویدار ساری دُنیا کی حکومتیں اور قوانین ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جب ان تین چیزوں کی حفاظت ہوگئی تو امن قائم ہوگیا اور جو شخص ان حقوق میں خلل اندازی کرتا ہے وہ یقیناً مجرم ہے۔

یہاں برسبیل ذکر یہ بھی بتا دینا مفید ہوگا کہ جرائم تین قوتوں سے صادر ہوتے ہیں ۱۔ شہوت ۲۔ حرص اور ۳۔ غضب

آبروریزی کے متعلق جو جرائم ہیں وہ نتیجہ ہیں قوتِ شہویہ کا اور جو جرائم مال سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً چوری، خیانت وغیرہ وہ حرص و طمع کا نتیجہ ہیں۔ اسی طرح جان سے متعلق جرائم کا ارتکاب قوتِ غضبیہ سے تعلق رکھتا ہے۔

البتہ ان جرائم میں مراتب ہیں۔ بعض مراتب ایسے ہیں کہ وہاں پر انسان کے دل میں ایک جُرم کا تقاضا پیدا ہوا، مگر خدا کے خوف نے اس کو اس جرم سے باز رکھا، یا اپنی جماعت اور قبیلہ کے پاس و لحاظ سے رک گیا یا کبھی اخلاقی طاقتوں نے اس کو روک دیا۔ اور ایک مرتبہ وہ ہے کہ نہ انسان کو خدا کا خوف کسی جرم سے باز رکھ سکے اور نہ آخرت کا خوف، نہ اس کو قوم کا کوئی پاس و لحاظ ہو نہ خاندان اور قبیلہ کا، نہ بدنامی کا ڈر اس کو روک سکے نہ قانون کا خوف۔ سو درحقیقت یہی وہ مقام اور مرتبہ ہے اور یہی وہ شخص ہے کہ اس کو علاوہ آخرت میں سزا ملنے کے دُنیا میں بھی سزا ملنا ضروری ہے تاکہ ایسے لوگوں کے دستِ ظلم و تعدی سے مخلوق بچ سکے۔ چنانچہ شریعت مقدسہ نے سات جرم ایسے تجویز کئے کہ جو اپنی شناعت و قباحت میں حد انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو جب تک عبرتناک سزا نہ دی جائے اس وقت تک لوگوں کا جان و مال اور آبرو محفوظ نہیں رہ سکتا۔

جُرمِ اوّل

سب سے پہلا جرم "قتل" ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی عداوت وغیرہ کی وجہ سے ناحق کسی کی جان لے لینا۔ اس کی سزا شریعت نے "قصاص" مقرر کی یعنی قاتل کو بھی قتل کیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں نرمی برتنا لوگوں پر ظلم کرنا اور فساد کا دروازہ کھول دینا ہے۔

جُرمِ دوم

دوسرا جرم ہاتھ پاؤں، ناک کان وغیرہ کاٹ دینا ہے جس کو شرعی اصطلاح میں "قطع اطراف" کہا جاتا ہے۔ یہ دُوسرے درجہ کا جرم ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ کہ اس کا بھی قصاص لیا جائے گا اور جو عضو کسی کا کاٹ دیا ہے وہی عضو اس کا بھی کاٹا جائے گا۔ پہلے کے مطابق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ
الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی

اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کر دیا گیا مقتولین کے بارے میں۔ آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے۔

دوسرے کے متعلق ارشاد ہے:

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ
بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ
بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بھی قصاص ہے۔

ان دو حکموں سے خدا تعالےٰ نے جان اور اعضاء کی حفاظت فرما دی۔

جُرمِ سوم

مال کے متعلق جن جرائم کا قرآن مجید نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک چوری ہے یوں تو امانت میں خیانت کرنا، کسی کا مال غصب کر لینا، کسی سے دھوکہ سے کچھ لے لینا وغیرہ بھی ایسے جرائم ہیں جو مال کی فہرست میں آتے ہیں مگر ان پر کوئی عبرتناک سزا اس لئے مقرر نہیں فرمائی گئی کہ یہ اتنے سخت جرم نہیں ہیں۔ ہاں چوری ایک ایسا سخت جرم ہے کہ اس میں عبرتناک سزا تجویز فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا
اَیْدِیَھُمَا جَزَآءً بِمَا کَسَبَا
نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝

چور مرد اور عورت، ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ بسبب ان کے فعل کے۔ یہ عذاب ہے خدا کی طرف سے۔

یہ وہ سزا ہے جس پر آج کل لوگوں کو بہت بہت اشکالات ہیں اگر چور کے ہاتھ کاٹنا شروع کر دیئے تو سارا ملک ہی ٹُنڈا ہو جائے گا۔ سو یہ بالکل غلط ہے اور اس قسم کے خیالات درحقیقت نتیجہ اس کا ہے کہ کبھی غور نہیں کیا گیا، ورنہ آپ یہ دیکھیئے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد دس برس کی مدت میں صرف ایک شخص کا ہاتھ کٹنے کی نوبت آئی۔

اور وہ تو نبوت کا زمانہ تھا اب آپ حجاز میں جا کر دیکھ لیں کہ شاید دس آدمیوں کے بھی ہاتھ کٹنے کی نوبت نہیں آئی، مگر سارا ملک چوری سے پاک ہے؛ سو اگر سارا ملک بھی دس چوروں کے ہاتھ کٹ کر اس لعنت سے پاک ہو سکے تو کیا نقصان ہے۔ اس جگہ ایک اور مسئلہ بھی سن لیجئے کہ علماء نے اس بات پر بحث کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ دے تو اس کو پانچ سو اشرفی بطور دیت کے دلائی جائے گی، دوسری طرف یہ حکم ہے کہ دس درم تقریباً پانچ روپے چرانے پر ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے چنانچہ بعض زندیقین نے یہ اعتراض کیا کہ یہ اسلام کے احکام میں کھلا اختلاف اور تناقض ہے کہ جس ہاتھ کی قیمت وہاں پانچ سو اشرفی لگائی گئی اب اس کو صرف چند روپے کے بدلے کاٹ دیا گیا۔

یَدٌ بِخَمْسِ مِئِیْ مِنْ عَسْجَدٍ وُدِیَتْ
مَا بَالُهَا قُطِعَتْ فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ
تَنَاقُضٌ مَالَنَا اِلَّا السُّکُوْتُ لَہٗ
وَنَسْتَجِیْرُ بِمَوْلَانَا مِنَ الْعَارِ

(جس ہاتھ کی قیمت پانچ سو دینار تھی اب چوری کی وجہ سے اس کو تقریباً پانچ روپے کے بدلے میں کاٹ ڈالا گیا۔ یہ تو کھلا ہوا تناقض ہے۔ اسلام اس عار سے بری ہے)۔

قاضی عبدالوہاب مالکی رحمہ اللہ نے اسی بحر اور قافیہ میں جواب دیا:

ید بخمس مئی من عسجد ودیت
لکنہا قطعت فی ربع دینار
صیانۃ العضو اغلاہا وارخصہا
خیانۃ المال فافہم حکمۃ الباری

بے شک ہاتھ کی قیمت پانسو دینار ہے لیکن چوری سے اس کی قیمت ربع دینار رہ جاتی ہے۔ جب تک ہاتھ چوری اور خیانت سے محفوظ تھا اس وقت تک اس کی قیمت اونچی اور گراں تھی اور چوری اور خیانت نے اس کی قیمت کو گرا دیا۔

اور ایک عالم نے یہ جواب دیا:

ھناک مظلومۃ غالت بقیمتہا
وھھنا ظلمت ھانت علی الباری

جب ہاتھ مظلوم تھا تو قیمت اس کی گراں تھی اور جب وہ ہاتھ ظالم بن گیا اور چوری کر کے لوگوں پر تعدی کی تو اس کی قیمت گر گئی۔

اور شیخ شمس الدین کردی رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا:

قل للمعری عار ایما عار
جہل الفتی وھو عن ثوب التقی عاری
لا تقدحن زناد الشعر عن حکم
شعائر الشرع لم تقدح باشعار
فقیمۃ الید نصف الالف من ذہب
فان تعدت فلا تسوی بدینار

اس کا مضمون بھی تقریباً وہی ہے کہ ظلم کرنے سے ہاتھ کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔ ظالم ہاتھ اسی قابل ہے کہ اس کو قطع کیا جائے۔ اس کے علاوہ علماء کے کلام میں ایک جواب اور دیکھا کہ اس وقت جو اس شخص سے پانچ سو اشرفی دلوائی جا رہی ہے وہ اور بات ہے اور اب جو یہ پانچ روپے کے بدلے کاٹا جا رہا ہے یہ اور بات ہے؛ کیونکہ یہاں پر بظاہر تو ہاتھ کو پانچ روپے کے بدلے کاٹا جا رہا ہے مگر درحقیقت یہ پانچ کروڑ کے بدلے میں کاٹا جا رہا ہے اور وجہ یہ ہے کہ جب تک اس نے چوری نہ کی تھی اس وقت تک سارا شہر اور ملک اور اس کے تمام باشندوں کے مال و متاع محفوظ تھے، مگر اس شخص نے چوری کر کے سارے شہر اور ملک کے اموال کو خطرے میں ڈال دیا اور سب کے اموال خطرے میں پڑ گئے؛ اس لئے یہ ہاتھ صرف پانچ روپیہ میں نہیں کاٹا جا رہا ہے بلکہ ملک کی دولت اور ثروت کے خطرے میں پڑ جانے کی وجہ سے کاٹا جا رہا ہے بلکہ اس جرم پر ہاتھ کاٹ دینا عین رحمت ہے یہ کہاں کی سمجھ ہے کہ ایک شخص پر رحم کر کے سارے ملک پر ظلم روا رکھا جائے۔

نکوئی با بداں کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اگر غور کیا جائے تو ہاتھ کاٹنے میں ایک خاص حکمت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ چوری کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان پر حرص کا مادہ غالب آتا ہے تو وہ دل سے گذر کر اس کے اعضاء پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ پیر حرکت میں آ جاتے ہیں جس سے یہ شنیع فعل سرزد ہوتا ہے، سو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ ہاتھ اور پیر ہی کاٹ دیا جائے جس سے یہ فعل سرزد ہوا۔

دوسرا حکم شریعت کا چور کے متعلق یہ ہے کہ چور سے سارا مال برآمد کر کے اصل مالک کے حوالے کیا جائے گا اور اگر اس نے مال کو کہیں تلف کر دیا ہے تو اس کا بعد تحقیق ضمان دلوایا جائے گا۔ غرض یہ حکم ہوا چوری کے متعلق جو تیسری قسم تھی۔

جرم چہارم

چوتھا حکم ڈاکہ کے متعلق ہے جس کا مطلب ہے کہ کچھ جابر لوگ مسلح ہو کر کسی گاؤں یا بستی یا بازار پر جا چڑھے اور وہاں پر سب کو لوٹ کھسوٹ کر لے گئے۔ اس کا حکم قرآن مجید میں صریح مذکور ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ
الآیہ

ڈاکوؤں اور رہزنوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں بالاختلاف کاٹے جائیں یا ان کو قید میں ڈال دیا جائے۔ دراصل ڈاکو جو جرم کرتے ہیں وہ چار طرح کے ہیں۔ اوّل یہ کہ صرف جان لیں اور کسی کو قتل کر دیں۔ دوسرا یہ کہ صرف مال لیں

اور قتل کی نوبت نہ آئے۔ تیسرے یہ کہ ڈاکو
فعل کے مرتکب ہوں۔ قتل بھی کریں مال
بھی لیں۔ چوتھے یہ کہ اس سے قبل ہی گرفتار
کر لئے جاویں نہ قتل کی نوبت آئے نہ مال
لینے کی۔ سو اگر جان لی ہو تو قتل کئے جاویں
اور فقط مال لیا ہو تو ہاتھ پیر اس طرح کاٹے
جاویں کہ داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا
جائے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کا جرم
چور سے زیادہ سخت ہے اور اگر جان بھی
لی اور مال بھی لیا تو قتل کر کے سولی پر لٹکائے
جاویں اور اگر کچھ بھی نہیں کر سکے اور گرفتار
کر لئے گئے تو جیل میں ڈال دیا جاوے
جب تک حاکم مناسب سمجھے۔ اب ظاہر
ہے کہ ایسی عبرتناک سزا کے بعد کسی کو کب
ڈاکہ کی جرأت ہو سکے گی؟

جرم پنجم

پانچواں حکم زنا کے متعلق ہے۔ اس کی
دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ زنا کرنے والا
شادی شدہ ہو تو اس کی سزا یہ ہے کہ
اس کو کسی منظر عام پر لا کر پتھر مار مار کر ہلاک
کر دیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے
کہ شادی شدہ نہ ہو۔ سو ایسی صورت میں
ایک صد دُرّے لگائے جائیں گے۔ پہلا
حکم قرآن مجید میں موجود تھا جو اب منسوخ
التلاوۃ ہے یعنی اس آیت کا حکم باقی ہے
لفظ منسوخ ہو چکے۔

دوسرا حکم یہ ہے: "زانیہ عورت اور
زانی مرد ہر ایک کے سو سو کوڑے لگاؤ۔"
کہا جاتا ہے کہ صاحب ایک جرم کے
بدلے میں جان لے لی۔ مگر یہ نہ غور کیا کہ زنا
کو خدا تعالیٰ نے کس طرح بند کیا اور کہاں
سے اس پر بند باندھا۔ یعنی اول تو عورتوں
کو حکم دیا کہ:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو وہ عورتیں
پھر کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے
کی ممانعت کی، پھر کسی اجنبیہ کو جھانکنے
تاکنے کی ممانعت کی حتیٰ کہ کسی اجنبیہ کا خیال
بھی دل میں لانے کو منع کیا۔ اب جو شخص
یہ ساری حدود توڑ کر زنا کا ارتکاب کرے
وہ درحقیقت ایسی ہی سخت اور عبرتناک
سزا کا مستحق ہے۔ نیز یہ امر بھی قابل غور
ہے کہ اس سزا کو آج وحشیانہ کہا جاتا ہے
آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ زانی نے جس
جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ آبرو سے متعلق
ہے اور یہ سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس
نے اول تو ایک شخص کے نسب کو خراب
کیا، اس کے خاندان کو خراب کیا اور آبروریزی
کر کے ساری عمر کے لئے اس کو انگشت
نمائے عالم کیا اور پھر اکثر یہ ہوتا ہے کہ زنا
کے حمل کو ضائع کرنے کی کوشش کی جاتی
ہے تو درپردہ یہ شخص ایک جان کے قتل
کا مرتکب ہوا اور اگر بالفرض اس کو ضائع
نہ بھی کیا گیا اور وہ بچہ بڑا بھی ہوا تو ظاہر
ہے کہ بے باپ کا بچہ ہے اور ساری عمر
اس کے سر پر کوئی شفقت سے ہاتھ
رکھنے والا بھی نہیں اور یہ درحقیقت
اس کو زندہ درگور کر دینے کے مترادف
ہے۔ اس کے علاوہ زنا سے ہزاروں قسم
کی بیماریاں لگتی ہیں اور جب آدمی بدکاری
میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے بیوی بچوں کے
حقوق ضائع کرتا ہے۔ غرض یہ کوئی معمولی
جرم نہیں بلکہ درحقیقت قتل سے زیادہ
سنگین اور سخت جرم ہے۔ ایسے شخص
کو سنگسار کر دیا جانا عین مصلحت اور
عین حکمت ہے کہ زمین کو ایسے بے حیاؤں
سے پاک کر کے مخلوق کو ان کے کردار سے
امن دیا جائے۔

حکم ششم

چھٹا حکم "حد قذف" یعنی تہمت
لگانے کی سزا۔ اس کے متعلق قرآن مجید
میں ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:
"ان کے اسی کوڑے
لگاؤ۔"
یعنی جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے
اور شرعی طریقہ سے ثبوت بہم نہ پہنچا سکے
تو یہ اس کی سزا ہے۔

حکم ہفتم

ساتواں حکم شراب پینے کی سزا ہے
اور اس میں بھی اسی ہی کوڑے لگائے
جاتے ہیں اور زنا میں سو کوڑے اور شراب
اور تہمت میں اسی اسی کوڑے جو مقرر
فرمائے گئے سو اس میں فرق یہ ہے کہ
اطباء نے لکھا ہے کہ اگر ایک انسان کو کوئی
بیماری وغیرہ پیش نہ آوے تو اس کی عمر
سو برس کی ہوتی ہے۔ سو زانی نے چونکہ
ایک جان تلف کی ہے جس کی عمر سو برس
کی ہوتی لہٰذا اس کے سو کوڑے لگائے
گئے اور تہمت لگانے میں یہ صورت ہے
کہ اس میں بیس سال کم کرنے پڑیں گے کیونکہ
انسان کی شروع عمر کے پندرہ سال ایسے
ہیں کہ اس میں تہمت لگائی ہی نہیں جا
سکتی۔ اسی طرح عمر کے اخیر کے پانچ سال
بھی ایسے ہی ہیں کہ ان میں تہمت نہیں
لگائی جا سکتی، لہٰذا تہمت لگانے والے
نے اس کی عمر کے اسی برس خراب کئے
اسی لئے اسی دُرّے لگائے گئے اور
شراب کے متعلق گو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے
کہ اس کی سزا سب سے زیادہ ہونی چاہئے
اور وجہ یہ ہے کہ ایک عالم کا قول ہے کہ اگر
بالفرض قرآن و حدیث میں شراب کو حرام
نہ بھی بتلایا جاتا تو میں تب بھی حرام ہی سمجھتا۔
کسی نے پوچھا کہ کس لئے؟ فرمایا کہ عقل
سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے اور ایسی
چیز جو عقل کو کھو دے۔ اسی قابل ہے کہ اس
کے قریب بھی نہ پھٹکا جاوے۔ غرض
شراب ایسی چیز ہے کہ اس کو پی کر جب

عقل ہی زائل ہو گئی تو اب قتل بھی کر سکتا ہے، زنا بھی کر سکتا ہے اور بھی ہر معصیت میں مبتلا ہو سکتا ہے، مگر چونکہ انسان کی عمر میں اسّی ہی برس عقل کے ہیں کیونکہ شروع کے پندرہ اور آخر کے پانچ برس نکالنے پڑیں گے تو چونکہ شراب پی کر اس نے عقل کو زائل کیا تو جتنی عقل کی مدت ہے اتنے ہی کوڑے مقرر کئے گئے۔

اب ذرا موجودہ زمانہ کے قانون سے اس کا موازنہ کیجئے۔ سب سے اوّل قتل کو لیجئے اگر کسی نے کسی کو قتل کر دیا تو سب سے اوّل تو آپ جا کر رپٹ لکھوائیے پھر گواہ اور وکیل تلاش کیجئے، پھر سینکڑوں پیشیاں بھگتائیے۔ اور پھر اگر جرم بھی ثابت ہو گیا تو جج نے اگر حبس دوام کی سزا دی تو اس سے مقتول کے وارثوں کو کیا فائدہ پہنچا؟ کیونکہ نہ ان کا دل ٹھنڈا ہوا اور مقتول کے جو بیوی بچے لاوارث رہ گئے نہ ان کے لئے کوئی نفع کی صورت ہوئی، بلکہ حکومت نے اس قیدی سے جیل میں صنعت کا کام کرانا شروع کیا کہ کہیں کمبل بنوائے اور کہیں قالین اور دریاں تیار کرائیں۔ غرض ہزاروں اور لاکھوں روپے کی آمدنی جیل کی صنعتوں سے حکومت کو ہے جس میں سے ایک پیسہ بھی وارثانِ مقتول کو نہیں دیا جاتا، گویا جیلخانے حکومت کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام نے قصاص کے ساتھ یہ بھی ورثاء مقتول کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو قاتل سے مال پر صلح کر لیں اور اس طرح ان کو کچھ مال مل جائے جس سے کم از کم ان یتیم اور بیوہ کے نانِ شبینہ کی صورت تو پیدا ہو جائے اور اگر قصاص میں قتل بھی کیا جائے تو ان کے دل کو تسکین ہو اور عوام کو عبرت۔ غرض اسلام کے پیشِ نظر یہ ہے کہ سزا ایسی دی جائے کہ سب کے لئے عبرت ہو اور جن پر ظلم ہوا ہے ان کی اشک شوئی بھی ہو جائے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں کسی دعویٰ اور استغاثہ کے لئے کسی قسم کی کوئی فیس نہیں۔ تمام مقدمہ بغیر کسی خرچ کے جلد سے جلد فیصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور موجودہ قوانین میں قدم قدم پہ فیسیں داخل کیجئے اور ایک مقدمہ کے لئے ہزاروں روپے خرچ کیجئے گویا حکومتیں انصاف کرنے کی بھی فیسیں لیتی ہیں اور شریعت خدا کے لئے انصاف کرتی ہے۔ شریعت کے پیشِ نظر مخلوق کی راحت رسانی اور سہولت اور قیامِ امن ہے اور موجودہ حکومت کے پیشِ نظر تجارت ہے۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ اسلام کا قانون دو ٹوک اور واضح ہے جس میں کسی قسم کے اینچ پینچ کی گنجائش نکل ہی نہیں سکتی اور موجودہ قوانین لچکدار ہیں کہ جیسی ضرورت اور مصلحت ہو اس کو توڑ موڑ کر بنا لو جس کا رات دن مشاہدہ ہے۔ شریعت نے ظالم کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور دو رُخی پالیسی اختیار نہیں کی۔ مجرم کے پاس اگر دولت اور سرمایہ ہے تو حکومتوں کے قوانین میں اس کے لئے پوری وسعت ہے اس پر کبھی جرم ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ تینوں فرق ایسے بنیادی ہیں کہ ہر جگہ اور ہر جرم کی سزا اور مقدمہ میں یہ فرق نظر آتے ہیں اور جزوی طور پر چوری کے متعلق موجودہ قانون میں کیا حکم ہے کہ سب سے پہلے تھانہ میں جا کر رپٹ لکھوائیے جہاں تھانے دار سو نخرے کرے گا۔ پھر صرف رپٹ لکھوا دینا کافی نہیں۔ پھر وکیل اور گواہ غرض ہر ہر قدم پر خرچ ہی خرچ ہے اور اس کے بعد بھی حکومت نہ اس کی ذمہ دار ہے کہ آپ کا مال برآمد کر کے آپ کو دے گی اور نہ یہ کہ کتنے عرصہ میں آپ کا مقدمہ فیصل کرے گی۔ خواہ ایک سال لگے یا دو سال یا دس بارہ سال پیشیاں بھگتتے رہے اور خرچ کرتے رہیئے۔ اگر دس ہزار کی چوری ہو گئی ہے تو ہزاروں روپیہ خرچ ہوا۔ مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ اگر جرم بھی ثابت ہوا تو چور کو سزا ہو جائے گی جو شرعی سزا کے مقابلے میں خفیف سی ہوتی ہے۔ سارا گھر چوری ہوا۔ دس سال تک مقدمہ لڑا اور کچھ پلّے نہ پڑا بلکہ جو مال چوری سے رہ گیا تھا وہ بھی اس دوران میں ختم ہوا بخلاف اسلامی قانون کے کہ وہاں چور کا ہاتھ کاٹنے کے ساتھ ساتھ اس سے تاوان بھی دلایا جائے گا۔ اب تو اگر کچھ برآمد بھی ہوتا ہے تو اسقدر اخراجات اور پریشانی کے بعد مالک کو نہ ہونے کے برابر ہی پڑتا ہے۔

اسی طرح قطع اطراف میں اس زمانہ میں صرف سزا دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے کسی کی ناک کاٹ دی تو وہ یہ سمجھے گا کہ کیا ہوا چھ مہینے جیل رہ کر آ جاؤں گا مگر اس کو تو ساری عمر کے لئے نکٹا کر ہی دیا۔ بخلاف قانون اسلام کے کہ جو کسی کی ناک کاٹے گا خود اس کو بھی نکٹا بننا پڑے گا اور کوئی ایسی حرکت کی جرأت نہ کر سکے گا۔ علاوہ ازیں زنا کے متعلق یہ ہے کہ اس قانون میں یہ کوئی جرم ہی نہیں شمار ہوتا بلکہ اگر بالجبر ہو تو جرم ہے ورنہ کچھ نہیں اور اسی پر عمل بھی ہے کہ زنا کے سارے دروازے کھلے ہیں۔ اجنبی عورتوں سے ملنے کی بھی اجازت ہے ان کو دیکھنے اور گھورنے پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ فواحش کی بہتات اور عریاں تصاویر کی نمائش سینما اور ریڈیو جیسے لغو ادارے ملک میں موجود ہیں جو نوجوانوں کے اخلاق کو خراب کر رہے ہیں۔ ہاں زنا بالجبر ہو تو مقدمہ چل سکتا ہے جس کا نتیجہ وہی ہے کہ ہزاروں روپیہ خرچ ہو کر جرم ثابت ہوا اور جرمانہ یا قید کی کچھ سزا۔ جس سے کچھ حاصل نہیں بخلاف اس کے اسلام نے ایسی عبرتناک سزا مقرر کی کہ ہر شخص اس جرم کے تصور سے بھی لرزے گا۔ غرض یہ حال ہے موجودہ قوانین کا۔ . . میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ

عدالت دیوانی کا نام جو "دیوانی" رکھا گیا ہے تو یہ اسم بامسمّی ہے کہ واقعی اس میں طرفین کی جانب سے دیوانوں کی سی حرکات ہوتی ہیں کہ برسوں ایک مقدمہ چل رہا ہے اور پھر ایک فیصلہ ہو گیا۔ کہیں اپیل چلی۔ کسی نے حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ سے کہا کہ حضرت یہ سزائیں جو اسلام نے مقرر کی ہیں کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو، یہ خلاف تہذیب ہیں۔

مولانا نے مزاحًا فرمایا کہ جی ہاں چور کا ہاتھ کاٹنا تو خلاف تہذیب ہے، مگر چوری کرنا عین تہذیب ہے۔

غرض جب فعل وحشیانہ اور ظالمانہ ہے تو سزا بھی ایسی ہی ہے۔ غرض اس وقت موجودہ خرابیوں کی اصلاح صرف اسلامی قانون ہی کر سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ صرف پانچ ہاتھ کٹیں گے اور سارا ملک چوری کی لعنت سے پاک ہو جائے گا۔ اور پانچ کی قید اس لئے کہ ملک میں پانچ ہی صوبے ہیں۔ غرض ان حقائق کے پیش نظر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جرائم کا انسداد ہو اور دنیا امن کی زندگی گزارے اور حکومتوں کے پیش نظر یہ ہے کہ عدل وانصاف کا نام ہو چاہے کتنا ہی خرچہ ہو جائے۔ آج شریعتِ اسلامیہ کے قانون کا مذاق اڑایا جاتا ہے حالانکہ مذاق کے قابل خود موجودہ قانون ہے جو سراسر لغویات سے پُر اور مجموعۂ لغویات ہے۔ سزائیں جاری کرنے کے متعلق خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"تم کو ان پر رحم نہ آنے پائے۔"

کیونکہ خدا تعالیٰ تم سے زیادہ رحیم ہیں۔ وہ اپنے بندوں پر زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔ کیونکہ اس پر رحم کرنا ساری مخلوق پر ظلم کرنا ہے آگے ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کے ایک گروہ کو حاضر کیا جائے۔"

"تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو۔ اسی نظریہ کا فرق مشاہد ہے کہ آج نہ زنا بند ہے نہ چوری نہ ڈاکہ کا استیصال ہو سکا ہے نہ دوسرے جرائم کا لیکن شریعت کے احکام نافذ کرنے میں یہ اثر ہے کہ جرائم ختم ہو جاتے ہیں، اور مخلوق کو امن ہو جاتا ہے۔

یہ تو محض ایک مختصر سا خاکہ موجودہ قوانین کا ہے ورنہ قوانینِ تجارت اور زراعت میں کیا فرق ہے؟ اس کا جائزہ لیا جائے تو کھلی آنکھوں نظر آتا ہے کہ سراسر رحمت ہی رحمت ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ اے اللہ! ہم کو اور ہماری حکومت کو کافروں کے دستور اور قانون سے پاک فرما۔ پاکستان کے معنی ہی یہ ہیں کہ کفر سے پاک ہو۔ اے اللہ تو ہمارے ظاہر اور باطن کو پاک فرما آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مُدعی سُست گواہ چُست

روزنامہ "جنگ" کے کالم نگار جناب انعام درانی اپنے کالم "تلخ و شیریں" میں لکھتے ہیں:

"قائداعظم کے انتقال کا ذکر آیا تو میں ایک اور "قومی جھوٹ" کا حوالہ دینے پر مجبور ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ سر محمد ظفر اللہ نے قائداعظم کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کی۔

یہ ایک صریحی جھوٹ ہے سر محمد ظفر اللہ اگلی صف میں اس زمانہ کے بنگالی وزیر جناب فضل الرحمٰن مرحوم اور خواجہ ناظم الدین کے درمیان موجود تھے انہوں نے ترکی ٹوپی اور سلیٹی رنگ کی شیروانی پہن رکھی تھی۔ حکومت پاکستان کی وزارتِ اطلاعات نے قائداعظم کے جنازے کی جو فلم بنائی تھی اسمیں سر ظفر اللہ کا "کلوز اپ" موجود ہے اور اب بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

کسی شخص کو پسند کرنا یا ناپسند کرنا الگ بات ہے مگر اس کی ذات سے جھوٹ منسوب کر کے تاریخ کو مسخ کرنا کسی صورت بھی گوارا نہ ہونا چاہیئے۔ (جنگ راولپنڈی ۱۵ جون ۸۱)

اور اس کے جواب میں سر ظفر اللہ کا اپنا اعتراف ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے ماہنامہ "آتش فشاں" لاہور کو انٹرویو کے دوران حال ہی میں کیا تھا۔

س: آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔

ج: ہاں یہ ٹھیک بات ہے میں نے نہیں پڑھا یعنی قائداعظم کا جنازہ پڑھتا تو اعتراض کی بات تھی کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ تو غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے تو پڑھ لیا تب تو میرے کیریکٹر کے متعلق کہا جا سکتا تھا کہ منافق ہے۔ اس کا عقیدہ کچھ ہے عمل کچھ کرتا ہے اس نے بڑا عزیزہ حاصل کرنے کی خاطر قائداعظم کا تو پڑھ لیا تھا۔ میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں۔ میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے تو اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے۔ ان کی اپنی کرتوت تو سامنے ہونی چاہیئے نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔ سارے جہان کو معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے غیر احمدی کا جنازہ ورنہ ان کا اعتراض بنتا ہمیشہ اعتراض کرتے اور بڑی مضبوطی سے کرتے کہ بڑا بے ایمان ہے قائداعظم میں کونسا فرق تھا جو اس نے پڑھ لیا۔

جہاں تک احترام کا تعلق ہے میں نے پورا احترام کیا۔ میں گیا ساتھ موجود رہا۔ میری تو بعض تصاویر بھی چھپی تھیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ میں کس قدر غم کی حالت میں بیٹھا ہوں۔ اگر میں یونہی ہوتا ایک تصویر سے ظاہر ہو جاتا۔ مجھے تو پتہ نہیں کہ میری تصویر لے لیں گے۔ (آتش فشاں ۲۴ مئی ۸۱)

خطیبِ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان

اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کا مقام

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلاَمٌ عَلیٰ عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفیٰ۔

اما بعد۔ میں اپنے ان بھائیوں کی خدمت میں اسلام کے رکنِ عظیم یعنی زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کے مقاصد اور فوائد کے متعلق چند سطور پیش کرنا چاہتا ہوں جنہیں اس عالم ناسوتی اور مادی دنیا کے بعد مستقبل کی ابدی زندگی (ھُوَ خَیرٌ وَّ اَبقیٰ) پر اسلام کی روشنی میں پورا پورا ایمان ہے۔ قطبِ وقت عارف باللہ امام شعرانیؒ اپنی کتاب لواقح الانوار القدسیۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ پر فرماتے ہیں جس کا مطلب بغیر ترجمہ یہ ہے:

"دولتمند متمول حضرات کو زیادہ کثرت مشاغل کی وجہ سے دینی علوم حاصل کرنے کے مواقع بہت ہی کم حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کو ان آیات کریمہ و احادیث شریفہ سے روشناس کرائیں، جن میں زکوٰۃ کی اہمیت اور دین میں اس کا مقام و مرتبہ اور اس کی عدم ادائیگی پر وعید شدید بیان فرمائی گئی ہے کیونکہ بسا اوقات مال کی محبت اور مال سے بے فکری اور زکوٰۃ کی فرضیت سے لاعلمی زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کا موجب باعث بن جاتی ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت

برادرانِ اسلام! نماز کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے۔ عام طور پر چونکہ عبادات کے سلسلہ میں نماز کے بعد روزے کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لئے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ نماز کے بعد روزہ کا نمبر ہے مگر قرآن مجید سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نماز کے بعد سب سے بڑھ کر زکوٰۃ کی اہمیت ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے پاک کلام میں مشہور قول بتیس ۳۲ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے اور جہاں جہاں صرف زکوٰۃ کا حکم ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔

(مظاہر حق جدید مطبوعہ ہند)

نماز اور زکوٰۃ یہ دو بڑے ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوئی ہے اور ان کے ہٹنے کے بعد اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

کلمہ طیبہ کا اقرار۔ نماز۔ زکوٰۃ
روزہ - حج

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتے جو زکوٰۃ ادا نہ کرے! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کو نماز کے ساتھ جمع کیا ہے۔ پس ان دونوں میں فرق نہ کرو۔ (کنز العمال)

اور طبرانی کبیر میں بسند صحیح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

اُمِرنَا بِاِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ وَاِیتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَمَن لَّم یُزَکِّ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ

(ترجمہ) ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز قبول نہیں۔ جس طرح نماز سے انکار کرنے والے کو کافر ٹھہرایا گیا ہے اسی طرح زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کو بھی نہ صرف کافر ٹھہرایا گیا ہے بلکہ ان پر صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق جہاد کیا ہے۔ چنانچہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصل بالرفیق الاعلیٰ فرمانے کے بعد جب عرب کے بعض قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو جناب صدیق اکبرؓ خلیفہ اوّل نے ان سے اس طرح جنگ کی جس طرح کافروں سے کی جاتی ہے حالانکہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور خدا رسول کا اقرار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز اور روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں۔ کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مجید تو صاف کہتا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینا ان مشرکین کا کام ہے جو آخرت کے منکر ہیں:

وَوَیلٌ لِّلمُشرِکِینَ الَّذِینَ
لَا یُؤتُونَ الزَّکٰوۃَ وَھُم
بِالاٰخِرَۃِ ھُم کٰفِرُونَ

(حٰم سجدہ رکوع ۱)

(ترجمہ) تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت

سے منکر ہیں۔

زکوٰۃ کے لفظی و شرعی معنی

زکوٰۃ کے لفظی معنی نماء۔ افزونی۔ زیادتی صفائی اور پاکیزگی کے ہیں۔ پہلے معنے کے لحاظ سے اہل عرب کہتے ہیں زَکَا الزَّرْعُ (کھیتی نے نشوونما پائی) اور دوسرے معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (اور پاک کر تو ان کو اس کی وجہ سے)

اور اصطلاح شرع میں زکوٰۃ مال کا وہ حصہ ہے جسے المدار (صاحب نصاب) شریعت کے حکم کے مطابق راہ خدا میں نکالتا ہے اور محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں زکوٰۃ کے لغوی اور اصطلاحی معنے کی باہمی مناسبت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ومناسبة اللغوي انه سبب

لهٗ اذ يحصل به النماء

بالاخلاف منه تعالیٰ فی

الدارين قال تعالیٰ وما انفقتم

من شئ فهو يخلفه والطهارة

للنفس من دنس البخل ووسخ

المخالفة وللمال باخراج

حق الغير منه الیٰ مستحقه

اعنی الفقراء

(مرقات ص ۱۱ ج ۴ مطبوعہ امدادیہ ملتان)

یعنی لغوی معنے کی مناسبت زکوٰۃ کے ساتھ یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ نشوونما کا سبب ہے۔

اور علامہ زرقانیؒ شرح امام مالکؒ میں لکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کے لغت میں دو معنے ہیں نماء (بڑھنا) طہارت (پاکیزگی)

اور اصطلاح شرع میں دونوں معنے کا لحاظ کیا گیا ہے۔ پہلے معنے کا لحاظ اس طرح کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ کا نکالنا مال کی افزونی اور بڑھنے کا باعث ہوتا ہے اور دوسرے معنے کا لحاظ بایں طور کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ بخل کی رذالت سے جان کو پاک کرنے کا باعث ہے یا اس لئے کہ وہ گناہوں سے پاک صاف کرتی ہے۔ الزکوٰۃ لغۃ النماء يقال زكا الزرع اذا نمیٰ۔ وبمعنی التطهير من الذنوب

(زرقانی شرح مؤطا ص ۳۰۹ ج ۲)

خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کو اس لئے زکوٰۃ کہتے ہیں کہ یہ مالدار کے مال میں زیادتی اور پاکیزگی پیدا کرتی ہے نیز صاحب مال کے اخلاق میں جلاء اور صفائی اور اس کے درجات میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔

دیکھئے جناب! غزوہ تبوک کے موقع پر جب بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے باغ و بستان کی محبت کے سبب سے جو ان کی دولت تھی غزوہ میں عدم شرکت کا جرم ثابت ہوا اور پھر ان کی صداقت اور سچائی کے باعث خدا تعالیٰ نے اُن کو معاف کر دیا۔ وہاں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب کر کے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا

(توبہ رکوع ۱۳۔ ترجمہ لے لو (اے محمدؐ) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ کہ ان کو پاک و صاف بناؤ)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اپنے محبوب مال میں سے کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں دیتے رہنے سے انسانی نفس کے آئینہ کا سب جس کا نام محبت مال ہے دل سے دُور ہو جاتا ہے اور اس انفاق کی وجہ سے ظلمت اور کدورت بھی زائل ہو کر نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے مقاصد و فوائد

زکوٰۃ نظام اسلامی کا (جس کا مقصد انسان کو دُنیا اور آخرت کی سعادت سے بہرہ اندوز کرنا ہے اور اس کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں اسے کامیاب بنانا ہے) ایک اہم جزو ہے۔

۱۔ انسان اپنی دنیوی زندگی میں قدم قدم پر مال کا محتاج ہے۔ مال کی یہ ضرورت اس کے دل میں مال کی طرف رغبت پیدا کرتی رہتی ہے۔ یہی رغبت جب محبت میں تبدیل ہو جائے تو سخت قسم کے اخلاقی امراض پیدا کر دیتی ہے جنہیں حرص اور بخل کہتے ہیں۔ حریص اور بخیل یہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا کی دولت اس کے گھر میں آ جائے، مگر دولت اس کے مصرف میں استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ دولت کو اللہ تعالیٰ نے ضرورتوں کو پورا کرنے کا وسیلہ بنایا تھا مگر وہ اس کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ اس طرح وہ خود بھی اس کے فوائد سے محروم رہتا ہے اور دوسروں کو بھی محروم رکھتا ہے۔ حُبِّ مال اور دولت پرستی جو ایک ایمان کش اور انتہائی مہلک روحانی بیماری ہے زکوٰۃ اس کا بہترین علاج ہے۔ اس کی وجہ سے حرص و بخل کے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کی تطہیر اور تزکیہ ہو جاتا ہے اس طرح اس مرض کی جڑیں جمنے نہیں پاتیں۔

چنانچہ ملک العلماء امام کاسانیؒ اپنی مشہور کتاب البدائع الصنائع ص ۳ ج ۲ پر اس مضمون کو اپنے الفاظ میں یوں ادا فرماتے ہیں۔

ان الزكوٰة تطهر نفس المؤدی

عن انجاس الذنوب وتزكی اخلاقه

بتخلق الجود والكرم وترك

الشح والضن ۔ اذا الانفس مجبولۃ
علی ضن بالمال فتتعود السماحۃ
وترتاض لاداء الامانات وایصال
الحقوق الیٰ مستحقہا ۔ وقد
تضمن ذالک کلہ قولہ تعالیٰ
خذ من اموالہم صدقۃ
تطہرہم وتزکیہم بہا

۲۔ زکوٰۃ سے فقیروں کی امداد اور بیکسوں کی دستگیری ہوتی ہے یعنی اس کے ذریعہ قوم کے اُس ضعیف عنصر کی پرورش ہوتی ہے جو خود اپنی ضروریات مہیا کرنے سے مجبور یا قاصر ہے جیسے یتیم بچے ۔ بیوہ عورتیں ۔ اپاہج و معذور مرد و زن اور عام فقراء اور مساکین وغیرہ ۔ بہرحال اس سے ضرورتمند اور پریشان حال بندوں کی خدمت و اعانت ہوتی ہے ۔ اس پہلو سے زکوٰۃ اخلاقیات کا نہایت ہی اہم باب ہے ۔ ملک العلماء کاسانیؒ لکھتے ہیں :

ان اداء الزکوٰۃ من باب اعانۃ
الضعیف واغاثۃ اللہیف
واقدار العاجز وتقویتہ علی
اداء ما افترض اللہ عزوجل علیہ
من التوحید والعبادات —
والوسیلۃ الی اداء المفروض
مفروض اھ

۳۔ زکوٰۃ میں نیکی اور افادیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ ایک مومن بندہ جس طرح نماز کے قیام اور رکوع اور سجود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بندگی اور تذلل و نیازمندگی کا مظاہرہ جسم و جان اور زبان سے کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت اور اس کا قرب اس کو حاصل ہو، اسی طرح زکوٰۃ ادا کرکے وہ اس کی بارگاہ میں اپنی مالی نذر اسی غرض سے پیش کرتا ہے اور اس بات کا عملی ثبوت دیتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے اپنا نہیں بلکہ خدا کا سمجھتا ہے اور اس کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ اس کو قربان کرتا اور نذرانہ چڑھاتا ہے ۔

غرضیکہ زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا عملی شکر ہے ۔ زکوٰۃ دینے والا خدا کے اس فضل و کرم کا احسان مانتا ہے کہ اُس نے اُس کو اس قابل کیا کہ وہ اپنے محتاج بھائیوں کی مدد کر سکا اور اس لائق بنایا کہ وہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا بلکہ انہیں کچھ دیدیتا ہے کہ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی (اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے) اور اپنے منعم حقیقی کی شکرگزاری نہ صرف آخرت کے عذاب سے بچانے والی ہے بلکہ دُنیا میں بھی موجب رحمت و برکت ہے —
لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ
چنانچہ ملک العلماء امام کاسانیؒ لکھتے ہیں ۔

الثالث ان اللہ قد انعم
علی الاغنیاء وفضلہم بصنوف
النعمۃ والاموال الفاضلۃ
عن الحوائج الاصلیۃ ۔ وخصہم بہا
فیتنعون ویستمتعون
بلذیذ العیش ۔ وشکر النعمۃ
فرض عقلا وشرعا ۔ واداء الزکوٰۃ
الی الفقیر من باب شکر النعمۃ
فکان فرضا اھ (بدائع ص ۳ ج ۲)

وحکمتہا شکر نعمۃ المال
کما ان حکمۃ الصلوٰۃ
شکر نعمۃ البدن ۔
وفی حکمتہا وجوھا غیرھا
ایضا فی العمدۃ القاری

(معارف السنن شرح الترمذی ص ۱۶۱ ج ۵)

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا عثمانی اعلی اللہ درجاتہ فی الجنان نے بھی فتح الملہم ص ۱ ج ۳ پر بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ کچھ اسرار و حکم بیان فرمائے ہیں اور اسی طرح دعوۃ الرسل الی اللہ ص ۴۹۱ / ۴۹۲ پر علامہ محمد احمد العدوی نے اور علامہ ابن القیم جوزی نے زاد المعاد میں اور علامہ ابوبکر جابر الجزائری نے منہاج المسلم ص ۲۴۷ پر زکوٰۃ کے مقاصد و فوائد بیان کئے ہیں ۔ طالب التفصیل حضرات ملاحظہ فرمائیں ۔ الغرض زکوٰۃ ایک طرف انسان کو اپنے خالق کا وفادار بندہ بناتی ہے تو دوسری طرف مخلوق کو ایک دوسرے کے گلے ملاتی ہے آج بھی اگر دنیا اسلام کے اس عادلانہ نظام کو قبول کرے جو اشتراکیت اور سرمایہ داری کی افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدل راہ ہے اور جس کا ایک جزء زکوٰۃ بھی ہے تو وہ تباہی اور بربادی کی اس خوفناک منزل پر پہنچنے سے محفوظ رہ سکتی ہے جہاں غریب امیروں کا خون چوسنے اور امیر غریبوں کی ہڈیاں چبانے کے لئے تیار کھڑے ہیں

زکوٰۃ میں روحانی اور اخلاقی فوائد کے علاوہ اقتصادی فوائد بھی پائے جاتے ہیں ۔ اسلام انسان کی روحانی و جسمانی سعادت کا کفیل اور اس کی اجتماعی و انفرادی ضروریات کا بہترین حل ہے —

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

تبلیغِ اسلام اور اس کے تقاضے

تبلیغ اسلام چونکہ ایک نہایت مبارک اعلیٰ اور پاکیزہ فریضہ ہے جس پر ابدی اور سرمدی فوز و فلاح کا مدار ہے، اس لئے مبلغ اسلام کے لئے از بس نہایت ہی ضروری ہے کہ وہ پیکرِ عفو و کرم ہو کر بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سلجھے ہوئے اور مؤثر طریقہ سے محسوس اور قطعی براہین اور ادلّہ کے ساتھ اسلام کی صداقت اور حقانیت کو اس کے اصلی خد و خال کے ساتھ پیش کرے۔ تبلیغ اسلام کی خوشنما اور مضبوط عمارت کے استوار ہونے اور اس کی حقیقی روح، عالمگیر شہرت اور حیاتِ ابدی کا راز یہی ہے۔ پس ہر ایک داعیٔ حق اور مبلغ اسلام کا یہ اسلامی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ پیغامِ ربانی کو سنائے، فلاحِ دارین اور نجاتِ مؤمنین کی دعوت کو پیش کرے، اسلام کی نشر و اشاعت اور سربلندی کے لئے ہر قسم کے ممکن و مفید اور مؤثر وسائل و اسباب کو اختیار کرے، لیکن ایسے انداز سے کہ جو شخص بھی متانت کے ساتھ اسلام کی معقول اور فطری تعلیم کو سنے اور پڑھے تو اس پر فریفتہ اور گرویدہ ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے پر اپنے کو مجبور پائے اور اس کا دل اور ضمیر اس کو قبول کرنے کی پُر زور اپیل کرے۔ دعوت و تبلیغ اور نصیحت و موعظت کا یہ مبارک کام اگر اسی نہج پر جاری رہا تو ریت کے ڈھیر کے اندر سے پوشیدہ فولادی ذرّات کی طرح عمدہ صلاحیت کے مالک خود بخود اُڑ اُڑ کر مقناطیس حق و صداقت سے آ ملیں گے اور مرکزِ رشد و ہدایت کے گرد جمع ہو کر آہنی دیوار اور سدِ سکندری ثابت ہوں گے۔ حق پرستوں کی یہ مخلص جماعت سیسہ پلائی ہوئی مضبوط دیوار محسوس ہو گی كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ اور اس دیوار سے ٹکرانے والا خود پاش پاش ہو کر فنا ہو جائے گا ؂

شعلہ بن کے پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

حکیم علی الاطلاق، مالکِ کائنات اور ربِ ذوالمنن نے تبلیغ اسلام کا جو احسن طریقہ اور اس کے درجات بیان فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں کہ:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (پ۱۴۔ النحل ۱۶)

دعوت دے اپنے رب کی راہ کی طرف مضبوط باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر اچھی طرح اور الزام دے ان کو جس طرح بہتر ہو بے شک تیرا رب بہتر جانتا ہے ان کو جو گمراہ ہوئے اس کی راہ سے اور وہی بہتر جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

یعنی جب اسلام کی تبلیغ و دعوت کا بہترین اور عمدہ فریضہ انجام دیا جائے تو اس کے لئے ان تین زرّین اصول و قواعد کی پابندی اور التزام از بس لازمی اور ضروری ہے۔ اگر ان ضوابط کو پیشِ نظر نہ رکھا گیا تو بہت ممکن ہے کہ اس مقدس اور پاکیزہ فریضہ کے لئے سخت دشواریاں اور بے حد رکاوٹیں پیدا ہوں اور بجائے فائدہ کے نقصان اور بجائے کشش اور جاذبیت کے تنفر پیدا ہو۔

۱۔ اس مقدس فریضہ کی پہلی کڑی تو الحکمۃ ہے یعنی نہایت پختہ، مضبوط اور محکم مضامین اور روشن تر دلائل اور واضح ترین براہین کے ساتھ ناصحانہ اور حکیمانہ انداز سے سلجھے ہوئے اور نہایت مؤثر طریقہ سے مخاطب کو حق سمجھایا جائے اور اسلام کے عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات وغیرہ سے اسے روشناس کرایا جائے اور عزم و ہمت کے ساتھ اس کو ہر طرح سے اطمینان دلایا جائے تاکہ اسلام کے محکم اور فطری عقائد و اعمال اور موزون و مناسب اخلاق و معاملات اس کے سویدائے قلب میں اتر کر پیوست ہو جائیں جن کو سن کر ہر عاقل اور فہیم اور علمی ذوق و شوق رکھنے والا

بشرطیکہ وہ حق کا متلاشی بھی ہو، سرِ تسلیم خم کر دے اور وہ اچھی طرح یہ محسوس کر لے کہ دُنیا کی مخترع اور موہوم منطق اور خیالی فلسفے وحی الٰہی کے مقابلہ میں نہ تو ٹھہر سکتے ہیں اور نہ حرف گیری کر سکتے ہیں اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ دعوت و تلقین اور تبلیغ و تبیین کے اس مرحلہ پر افہام و تفہیم کے اس مؤثر اور معقول ذریعہ سے کچھ سعید روحیں ضرور متأثر ہوں گی اور خسران و نامرادی کی راہ سے ہٹ کر فلاح و سعادت کی تلاش و جستجو میں رہ جائیں کامیابی اور ساتھیں کامرانی کے صراطِ مستقیم پر ضرور گامزن ہوں گی اور اس فوری اور آنی انقلاب کے بعد خلافِ اسلام کسی عقیدہ اور عمل کو سننے کی طاقت ہی وہ اپنے اندر نہیں پائیں گی اور غیر اسلامی زندگی سے انہیں ایسی نفرت ہو جائے گی کہ مہربان اور شفیق ماں اور باپ سے بھی وہ کفر و شرک اور بدی کی کسی بات کو سننا گوارا نہیں کریں گی اور ایسی ہر غلط بات کو وہ یہ کہتے ہوئے ٹھکرا دیں گی کہ اب تو ہمارے کانوں میں اس کے لیے قوتِ شنوائی ہی باقی نہیں رہی لَا نَسْمَعُ حتیٰ کہ اسلام کا عشق و محبت ان کو اس امر پر مجبور کر دے کہ وہ مادیت کی تہ بہ تہ ظلمت اور تاریکی سے نکل کر روحانیت اور عالمِ بالا کی طرف ایک جست لگائیں اور اپنی سابق بے مراد و ناکارہ زندگی پر آنسو بہاتی ہوئی یہ کہیں کہ

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

۲۔ اس مبارک کام کا دوسرا مرحلہ الموعظة الحسنة ہے کہ ایسے مؤثر اور رقت انگیز طریقہ، بہترین اور عمدہ امثال، بشیر بہاؤ، خوش آئند وعظ و پند، عبرت آموز واقعات اور ترغیب و ترہیب کے ذریعہ اس کے کانوں میں آوازِ حق پہنچائی جائے جن میں دلسوزی اور نرم خوئی کی روح بھری ہو اور یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ بسا اوقات صحیح اخلاص و ہمدردی، شفقت اور حسنِ اخلاق کا اعلیٰ برتاؤ پتھر دل کو بھی موم کیے بغیر نہیں چھوڑتا جس سے مردہ روحیں زندہ ہو جاتی اور رد یوں کی اُجڑی ہوئی بستیاں دفعتاً آباد ہو جاتی ہیں اور بعض طبیعتیں تو ترغیب و ترہیب کے مضامین سُن کر ساحلِ مراد کی طرف بیتابانہ دوڑنے اور پیہم سعی کرنے لگ جاتی ہیں اور خصوصاً وہ لوگ جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی و فہیم نہیں ہوتے لیکن طلبِ حق کی دبی ہوئی چنگاری اپنے سینہ میں رکھتے ہیں ان کو ایسے دلکش مألوف اور رقت آمیز وعظ و پند سے ایسا بہتر اور جلدی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو کسی عالم ربانی کی بلند اور عالیپایہ عالمانہ تحقیقات کے ذریعے ممکن نہیں ہوتا ایسے لوگوں کو بلند پایہ اور صحیح مثالوں کے ساتھ ہی تسکین اور تسلی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ مخصوص اور تاریخی واقعات اور حالات کو سُن کر ہی اسلام اور اسلامی زندگی کے ساتھ مانوس ہو سکتے ہیں اور اسی طریقہ سے اسلام کی صداقت اور سچائی کی بیخ ان کے ذہن نشین ہو کر ان کے دل میں اتر سکتی ہے، بقول کسے

ع شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

ایسے حق پسند لوگوں کے دلوں پر ہلکا سا پردہ ہوتا ہے جو انفسی اور آفاقی دلائل اور بینات دیکھ کر اور حسی اور معنوی طور پر الموعظة الحسنة سے مستفیض و مستفید ہو کر ساحرانِ فرعون کی طرح (جن کے قلوب پر کفر و جحود کا خفیف سا پردہ تھا مگر عصائے موسوی کا خدائی کرشمہ دیکھ کر وہ پردہ زائل ہو گیا) خود بخود اُتر جاتا ہے۔ پھر ان کو تختۂ دار اور فرعونی ستم کی دھمکیاں دنیا کے ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل و جان، ظاہر و باطن کو اسلام پر نثار و قربان کرنے کے لئے جانِ عزیز کو ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں اور وہ ہر مصیبت اور صعوبت کو یہ کہتے ہوئے خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں کہ لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا یعنی وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

۳۔ جدالِ حسن

اس پاکیزہ فرض کی آخری منزل وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ہے کہ جب دعوتِ حق کا منادی اور مبلغِ اسلام اچھی طرح یہ محسوس کر لے کہ یہ پہلی بیان کردہ دونوں صورتیں اور منزلیں اس سرکش اور متمرد کے لئے سود مند ثابت نہیں ہوئیں اور وہ اپنی فطرتِ بد اور سوءِ استعداد کی وجہ سے بحث و مباحثہ بلکہ مکابرہ و مجادلہ کے لیے آمادہ ہے تو وہ اس تیسری شق کو اختیار کرے اور اس ناپائیدار اور فانی زندگی میں ہمیشہ سے کچھ لوگ ایسے بھی رہے ہیں اور بظاہر تاقیامت رہیں گے جن کا مقصد وحید ہر صحیح اور سیدھی بات کو الجھانا اور ہر چیز میں کٹ حجتی اور کج بحثی پیدا کرنا ہوتا ہے یہ معاند و باغی نہ تو حکمت اور دانائی کی باتیں قبول کرتے ہیں اور نہ رقت انگیز اور مؤثر و بلیغ وعظ و پند ہی سننے پر آمادہ ہوتے ہیں بلکہ وہ انسانی اور اسلامی کوشش کو بروئے کار لا کر حق سے گریز اور پہلوتہی کرتے ہوئے بقول شخصے "خوئے بد را بہانہ ہائے بسیار" ہر بات میں بے جا بحث و مباحثہ کا رنگ اختیار کرتے ہیں اور بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ اہلِ قلم و انصاف اور صاحبِ تقویٰ اور دیانت اور حق کی طلب اور جستجو کرنے والوں کو بھی کچھ علمی قسم کے شکوک و شبہات گھیر لیتے ہیں اور وہ ان میں الجھ کر رہ جاتے ہیں کہ بدوں بحث و گفتگو کے ان کا اطمینان نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے لئے ارشادِ ربانی یہ ہے کہ مبلغ اسلام ان کو فراخدلی اور وسعتِ قلب کے ساتھ موقع دے تاکہ ہر مجادل اپنے

باطل مدعی پر بزعم خویش جملہ عقلی اور نقلی دلائل و براہین پیش کردے اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کو بلاتردد ظاہر کردے تاکہ اس کے دلائل کی کائنات اور اُن کا طول و عرض ز رمّی بھی بیک نگاہ دیکھ لیا جائے پھر داعیٔ سبیلِ رب غیظ و غضب اور رنج و غصہ سے بے نیاز اور بالاتر ہو کر عالی حوصلگی اور وسُعتِ ظرف کے ساتھ ایک مہربان باپ ایک شفیق ماں ایک ہمدرد اُستاد ۔ ایک خیر خواہ حکیم و ڈاکٹر اور ایک بہی خواہ جراح کی طرح خود اس روحانی بیمار کی بیماری اور علالت کے اصل اسباب و علل پر (جو اس کے زعم فاسد میں دلائل و براہین سے موسوم ہیں) ہاتھ رکھ کر اس کی نبض دیکھے اور اس کی بیماری کے مرکزی نقطہ کو لے کر معقول طریقے پر اس سے تبادلۂ خیالات کرے اور تہذیب و شائستگی ، حق شناسی اور انصاف پسندی کے عمدہ اصول کو پیشِ نظر رکھ کر نہایت خوش خلقی اور خوشش اسلوبی کے ساتھ اس سے بحث و مُباحثہ اور احسن پیرایہ میں اس سے مجادلہ کرے اور اس کی ایک ایک مزعوم عقلی و نقلی دلیل کا تار و پود اس کے سامنے بکھیر کر رکھ دے اور اس کی نامعقول کج بحثیوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اُڑا دے اور ایسے عمدہ طریقہ سے اس کے فرسُودہ براہین کے بخیے اُدھیڑ دے تاکہ اسے مبہوت و لاجواب ہو کر فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ کا سماں خوب اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آجائے اور اس شکستِ فاش اور حیرت کے بعد بشرطِ انصاف ودیانت وہ اپنے باطل عقیدہ اور ناکارہ عمل کو ترک کرنے اور اسلام کے قطعی اور یقینی عقائد و اعمال کو قبول کرنے پر علمی اور تحقیقی طور پر مجبور ہو جائے اور اس کا دل اسلام کی حقانیت اور صداقت پر شہادت دے اور وہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بے نیاز ہو کر حق الیقین کے مقام بلند پر پہنچ کر خود اپنی ہی زبان سے لَا رَیْبَ فِیْهِ کے الفاظ سے صداقتِ اسلام کا اقرار کر لے اور اقرار بھی اس عزم و ایقان اور جزم و اذعان کے ساتھ کہ ہر قسم کے زلزلہ خیز طوفان اور ہر قسم کی جانی اور مالی تکلیفیں اور صعوبتیں اس کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش پیدا نہ کر سکیں اور اس کے دیکھنے والوں کو بھی قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کی عملی تفسیر سمجھ میں آجائے ، مگر یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اپنے مدمقابل کو الزام دے تو بہترین اسلوب سے ، خواہ مخواہ دل آزار اور جگر خراش باتیں اور ترش و تلخ لب و لہجہ ہرگز نہ اختیار کرے جس سے مدمقابل کی طبیعت میں بجائے سلجھاؤ کے اُلجھاؤ اور بجائے قُرب کے بعد اور بجائے انابت کے اعراض اور بجائے محبت کے نفرت راہ پائے اور معاملہ بلاوجہ طول کھینچے ؛ کیونکہ اصل مقصود تو افہام و تفہیم ، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے نہ کہ بد اخلاقی و بدزبانی سخن پروری اور ہٹ دھرمی ۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ ۔

پس مبلغ اسلام اور داعی سبیل رب کا یہ اسلامی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ اپنے مدمقابل کو اسلام کے محاسن و فضائل سُنا اور سمجھا کر امتِ مسلمہ کے اندر ملانے اور جذب کرنے کی پوری کوشش اور کماحقہٗ کاوش کرے تاکہ اسے اپنے باطل عقائد و اعمال وغیرہ سے علیحدگی اختیار کرنا دشوار نہ نظر آئے اور اپنے خویش و اقارب بھائیوں اور عزیزوں اور والدین و اولاد سے عقیدتاً و عملاً جُدا ہونے کو وہ اپنے لئے باعثِ صد افتخار سمجھے اور مسلمانوں کی بے پناہ اخوت و ہمدردی اور مکارمِ اخلاق سے متاثر اور سرشار ہو کر بلاتامل اسے فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا کی تفسیر سمجھ میں آسکے اور وہ یہ محسوس کرنے لگے کہ جس مبلغ کی شکل و صورت کو میں سب سے بدتر سمجھتا تھا اب تو وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب و پیاری معلوم ہوتی ہے اور جس کو میں اپنا ذاتی اور مذہبی دشمن گردانتا تھا وہی تو میرا مخلص خیر خواہ اور ہمدرد ہے اور جمود و جہالت کی بنا پر جس کی بات سُننے پر میں آمادہ نہیں تھا وہی تو آخر میرا گہرا دوست اور مخلص رفیق ہے کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ جس کی بدولت مجھے حیاتِ ابدی اور نجاتِ سرمدی حاصل ہوئی ہے ۔

فریقِ مخالف کے معبودوں کو سبّ و شتم نہ کرنا چاہیئے

لیکن یہ امر بھی واضح رہے کہ اس تمام بحث و نظر اور گفتگو و دعوت میں مبلغ اسلام اپنے مدمقابل کے معبودانِ باطلہ اور مزعوم مقتداؤں کی اس طرح توہین و تذلیل اور طعن و تشنیع نہ کرے کہ وہ مذہبی جنون اور ضد میں آکر خالقِ کائنات اور علمبردارانِ صداقت کی شانِ اقدس اور رفیع میں گستاخی اور بے ادبی کرنے لگیں اور اس کج بحثی اور مُضر اندازِ گفتگو سے غلط تاثر لے کر وہ راہِ راست سے منحرف ہو کر کفر و جحود پر بضد اور مصر ہو جائے اور قبولِ حق سے ہمیشہ کے لئے وہ مانع رہے جس کا وبال شاید کہ داعی کے سر آجائے اور بجائے اس کے کہ وہ اس کا تعلق اور رشتہ رضائے الٰہی سے جوڑتا ، کہیں اس غلط کاری سے توڑنے کا موجب ہی نہ بن جائے ۔ ایسے ہی موقع پر اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے کہ :۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ
عَدْوًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط

(پ ۷ ۔ انعام ۔ ۱۳)

اور تم بُرا نہ کہو ان کو جن کو یہ

لوگ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ورنہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ ظلم پر کمربستہ ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو سب و شتم کرنے لگ جائیں گے۔

یعنی جب تم کسی غیر مذہب کے غلط اصول و فروع، باطل عقاید و اعمال اور بُرے اخلاق و رسوم کی تردید کرنا چاہو تو بڑے شوق سے کرو اور اس کو اسلامی فریضہ اور کارِ نبوت کی نیابت سمجھ کر انجام دو اور دیگر اہل مذاہب کے باطل عقائد اور غلط اندازِ فکر پر ان کی کمزوری اور رکاکت اور ان کی خرابی و بطلان پر ٹھوس اور روشن دلائل اور براہین پیش کر کے تحقیقی و الزامی دلائل پیش کرو اور ہر ممکن طریقے سے انہیں غلطی پر آگاہ کرو، لیکن غیظ و غضب میں آکر تم کسی قوم و مذہب کے معبودوں اور ان کے پیشواؤں اور مقتداؤں کی نسبت بغرض تحقیر و اہانت اور بہ دل آزاری و جگر خراشی کوئی نامعقول اور نامناسب اور بُرا کلمہ زبان سے ہرگز نہ نکالو اور نہ سب و شتم کا مکروہ طریقہ اختیار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جوابی کارروائی میں "محتسب خم شکست و من سرِ او" کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہیں تمہارے معبودِ برحق اور ربّ ذوالمنن کو ازروئے جہالت و تعنت اور ازراہِ ضد و عناد گالیاں دینے لگیں۔ یا وہ تمہارے قابلِ صد احترام و تکریم مقتداؤں اور بزرگوں کی توہین و تذلیل پر کمربستہ ہو جائیں اور بنظرِ ظاہر اس کا ذریعہ اور وسیلہ تم بنو، کیونکہ تمہارا موقف تو اپنی زندگی کے ایک ایک گوشہ میں شروع سے اخیر تک ہر مرحلہ اور ہر منزل میں سہل انگاری، نرم خوئی، رقت انگیز اور دلآویز طریقہ سے تبلیغ و تلقین اور نصیحت و موعظت کا بہترین ذریعہ ہے نہ کہ سب و شتم اور شر و فساد کا منحوس بازار گرم کرنا اور تمہارا کام تو شفقت اور الفت کو محفوظ رکھ کر اقوامِ عالم کو بشارت و خوشخبری سنانا اور پیار و محبت کے ساتھ دینِ اسلام کی دعوت دینا ہے نہ کہ اپنے سوءِ کردار و ترش گفتاری سے ان کو دینِ اسلام کے چشمۂ رشد و ہدایت اور منزلِ فوز و فلاح سے برگشتہ اور متنفر کرنا۔

نرمی کرو سختی نہ کرو

اور ایسے ہی مقام پر حضرت رحمۃ للعالمین نذیر للعٰلمین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض رساں سے ارشاد صادر ہوا ہے (جو اس قابل ہے کہ آبِ زر سے لکھا جائے) کہ:

بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۲۳)

تم لوگوں کو بشارت سناؤ اور متنفر نہ کرو، اور نرمی کرو اور سختی نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ (المتوفی ۵۷ھ) سے مروی ہے کہ ایک گنوار دیہاتی اور اعرابی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اس کی اس نامعقول حرکت پر اسے موردِ طعن و ملامت بنایا لیکن جناب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ روکو پیشاب کرنے دو (یا تو اس لئے کہ کہیں پیشاب رکنے کی وجہ سے بیمار ہی نہ ہو جائے اور یا بھاگتے بھاگتے ساری مسجد کو پلید نہ کر دے) اور جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ضرورت کے مطابق چند ڈول پانی بہا دو جس سے جگہ پاک ہو جائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے یوں خطاب کیا:

فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ
وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ

(بخاری ج ۱ ص ۲۵ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۲)

کہ تم تو نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے کے لئے۔

اور حضرت انسؓ (المتوفی ۹۳ھ) کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر نہایت نرمی اور شفقت سے سمجھایا کہ:

انما ھی لذکر اللّٰہ والصلوٰۃ وقراءۃ القرآن (الحدیث)

(مسلم ج ۱ ص ۱۳۸ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۲)

مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز اور تلاوتِ قرآن کریم کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں (پیشاب وغیرہ کے لئے نہیں)۔

حضرت معاویہ بن الحکم السلمیؓ (المتوفی ۱۱۷ھ کذا فی اکمال ص ۷۱۱ وفیہ نظر) فرماتے ہیں کہ مجھے مسلمان ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا (انی حدیث عہد بجاہلیۃ) کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک شخص نے اثنائے نماز میں چھینک ماری تو میں نے نماز ہی میں یرحمک اللہ کہہ دیا۔ لوگوں نے نماز کے اندر ہی زجر و توبیخ کا سلسلہ شروع کر دیا اور آنکھیں نکال نکال کر مجھے ڈانٹتے رہے اور زور زور سے اپنی سرینوں پر ہاتھ مارتے رہے۔ میں بھی طیش میں آگیا اور دل نے چاہا کہ میں بھی کچھ کہوں، مگر میں خاموش ہی رہا۔ جب نماز سے فراغت ہو چکی تو جنابِ پیکرِ عفو و کرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور ایسے عمدہ طریقے سے سمجھایا جس کا خاکہ خود حضرت معاویہ بن الحکمؓ کی زبانی یہ ہے:-

فبابی ھو وامی ما رأیت معلما
قبلہ ولا بعدہ احسن تعلیما
منہ فواللّٰہ ما کھرنی ولا
ضربنی ولا شتمنی

(مسلم ج ۱ ص ۲۰۳، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۱ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۰)

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسے بہترین طریقہ پر تعلیم دینے والا کوئی اور نہیں دیکھا خدا نہ تو آپ نے مجھ پر سختی کی اور نہ مارا اور نہ مجھے بُرا کہا۔

مبلغ اور معلم کا جو عمدہ نمونہ ان صحیح احادیث میں قولی اور عملی طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے کیا ایک متلاشی حق اور منصف مزاج کو گرویدہ بنانے کے لئے کافی نہیں؟

انہی زرّیں اصولوں کے تحت یہ عالمگیر اور سچا مذہب دُنیا کے چپہ چپہ پر پھیلا ہے جس سے انسانیت کے خشک پتوں میں جان پڑ گئی اور روحانیت کے مرجھائے ہوئے پھولوں میں از سرِ نو تازگی اور شگفتگی آگئی۔ توحیدِ خالص کے شگوفے کھلتے رہے اور سنّت کی کلیاں مہکتی رہیں۔ قال اللہ وقال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ٹھنڈی ہوا ؤں کے نفیس ولطیف جھونکے شجرِ اسلام کی شاخوں میں لچک اور اعمالِ صالحہ کے پھولوں میں جنبش پیدا کرتے رہے۔ اخلاقِ فاضلہ کے خشک چشمے حیاتِ تازہ کی جوئے رواں میں تبدیل ہوگئے۔ جمہوریت اور عملانیت کے سبزہ پامال میں پاکیزگی ولطافت پیدا ہوگئی اور تہذیب وتمدن کے پژمردہ پھولوں پر موسمِ خزاں ہی میں پھر سے بہار آگئی اور یہی اسلام کی خوبی ہے ورنہ ؎

بہار کے موسم بہار ہی اچھی ہے
مزہ تو جب ہے خزاں میں بہار پیدا کر

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ

سوانح ۔ افکار ۔ اعمال

مصنف	عبدالحفیظ بن عبدالعزیز
صفحات	۷۲
کتابت و طباعت	معیاری
قیمت	چھ روپے
ملنے کا پتہ	مکتبہ عزیزیہ
	این ای ۱۷۳۴۔ اے
	سلطان پورہ، راولپنڈی

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کا شمار ملک کے ان سرکردہ علماء کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے وطن عزیز میں اسلامی عقائد وتعلیمات کی روشنی کو پھیلانے کے لئے شب وروز کام کیا اور بالآخر دینِ حق کی خدمات سرانجام دیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگئے۔

مولانا غلام اللہ خان مرحوم نے دنیا کو اللہ ربّ العزت کی وحدانیت کا سبق دیا اور اس مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ ان کا اوڑھنا بچھونا یہی بن گیا۔ انہوں نے اس راہ میں مصائب وآلام کو سینے سے لگایا۔ جدوجہد کی صعوبتیں برداشت کیں اور توحید کا سبق دیتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

مولانا مرحوم کو ہم سے رخصت ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے لیکن شرک وبدعت اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف ان کی گو نجدار آواز ابھی تک کانوں سے ٹکراتی ہے اور ان کی تگ وتاز کے مناظر ابھی تک نگاہوں کے سامنے گھومتے ہیں۔

شیخ القرآن کی طویل تدریسی زندگی، تبلیغی مساعی، دینی خدمات اور قومی ودینی تحریکات میں ان کا متحرک کردار اس امر کا متقاضی ہے کہ مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایک جامع سوانح عمری کی شکل میں تاریخ کے حوالے کردیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں اس سے پوری طرح فیض یاب ہوسکیں۔ اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی تحریک سامنے تو نہیں آئی تاہم جناب عبدالحفیظ بن عبدالعزیز کا خوبصورت گرد پیش اور تزئین کے ساتھ یہ مختصر کتابچہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہ جذبہ اور احساس ابھی زندہ ہے۔

یہ کتابچہ شیخ القرآن رحمہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں مصنف کی اپنی کاوش اور مختلف حضرات کے جذبات کے اظہار کا ایک مختصر مجموعہ ہے جس سے مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلو اجمالاً سامنے آتے ہیں، لیکن مولانا مرحوم کے شایانِ شان سوانح عمری کی ضرورت کا احساس روز افزوں ہے۔ کاش کوئی صاحبِ ہمت اس سلسلہ میں توجہ کرے اور تاریخ کے اس قرض کی ادائیگی کا سامان ہوجائے۔

دینِ حق کی سربلندی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد جاری رکھیں

حیدرآباد ڈویژن کے جماعتی کارکنوں کے اجلاس سے حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی کا خطاب

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر نظام العلماء پاکستان گزشتہ روز حیدرآباد تشریف لائے اور مدرسہ مفتاح العلوم گھاس مارکیٹ میں ختم بخاری شریف کی تقریب سے خطاب کرنے کے علاوہ نظام العلماء پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم عمومی جناب حاجی کرامت اللہ کی قیامگاہ پر حیدرآباد ڈویژن کے جماعتی راہنماؤں اور کارکنوں سے ملاقات کی اور ان سے جماعتی و قومی امور پر بات چیت کی۔

حضرت الامیر مدظلہ نے ان تقریبات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ہمیشہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی ہے اور ہمارے اکابر ورفقاء نے اس مشن کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ آج بھی ہماری جدوجہد اسی مقصد کے لئے ہے۔ اس لئے سب ساتھی پورے خلوص و جذبہ کے ساتھ دینِ حق کی سربلندی کے لئے محنت کرتے رہیں۔ آپ نے کہا ہمارا کسی دوسری جماعت کے ساتھ اشتراک و تعاون بھی صرف اسلامی نظام کے لئے ہو سکتا ہے اور کسی ایسی جماعت کے ساتھ ہم اشتراک نہیں کر سکتے جس کے ہاتھوں اس ملک میں اسلامی نظام کی جدوجہد کو نقصان پہنچا ہے اور جو اسلام کے علاوہ کسی اور ازم پر یقین رکھتی ہے۔ اس موقع پر دیگر حضرات کے علاوہ مندرجہ ذیل جماعتی راہنما بھی موجود تھے:۔

مولانا محمد حسن، نائب امیر صوبہ سندھ
حاجی کرامت اللہ، ناظم عمومی ״
حاجی شبیر احمد، خازن ״
مولانا عبدالحق، امیر ضلع حیدرآباد
مولانا قائم الدین ناظم عمومی ضلع نوابشاہ
مولانا دوست محمد سرپرست ضلع نوابشاہ
حاجی غلام رسول ناظم عمومی ضلع بدین
حاجی علی محمد ناظم عمومی ضلع حیدرآباد
بابو ضیاء علی ناظم عمومی ضلع تھرپارکر
محمد اسلم شیخ ایڈووکیٹ رکن مجلس شوریٰ سندھ
حافظ محمد اکبر راشد ناظم نشر و اشاعت ضلع تھرپارکر
مولانا عبدالمتین امیر حیدرآباد شہر اور
مولانا محمد ذکریا آف کراچی رکن مرکزی مجلس شوریٰ

بنیادی دینی مسائل پر تجدد پسندی کا حملہ افسوسناک ہے

ہری پور میں جلسہ عام سے مولانا محمد اجمل خان کا خطاب

سنٹرل جیل ہری پور ہزارہ کا دو روزہ سالانہ جلسہ گزشتہ روز نظام العلماء پاکستان کے مرکزی راہنما خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان کے اختتامی خطاب اور دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کی مختلف نشستوں سے شیخ الحدیث مولانا خلیل الرحمٰن مدظلہ، مولانا قاری سعید الرحمٰن راولپنڈی، مولانا قاضی شمس الدین، مولانا عبدالسلام، مولانا عبدالقدوس قاری ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، مولانا ابوبکر قریشی، مولانا حکیم عبدالرشید انور، مولانا مفتی احمد حسن، مولانا عبدالرشید، مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔ مقررین نے مرزا بشیر الدین محمود کے ترجمہ قرآن کریم کی غلطی کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین پر مشتمل لٹریچر بھی ضبط کیا جائے۔

مولانا محمد اجمل خان نے جلسہ کی آخری نشست سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی نظام ہمارے تمام دکھوں کا مداوا اور مسائل کا حل ہے اور ہماری جدوجہد صرف اس لئے ہے کہ ملک میں اسلامی نظام مکمل طور پر نافذ ہو۔ انہوں نے کہا کہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں رجم اور حرمت شراب جیسے بنیادی دینی مسائل کو موضوع بحث بنایا جا رہا ہے اور تجدد پسند حلقے ان بنیادی امور کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ عوام کو اس قسم کی سرگرمیوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے اور علماء کا فرض ہے کہ وہ دینِ حق کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا پوری جرأت کے ساتھ مقابلہ کریں۔

روسی جارحیت کے خلاف افغان حریت پسندوں کی مجاہدانہ سرگرمیاں اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی مساعی جمیلہ

افغانستان میں روس سے برسر پیکار مجاہدین کے اکثر پارٹیوں میں باہمی اختلاف و افتراق پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اتحاد کے مساعی کا آغاز کرتے ہوئے ایک سہ رکنی وفد کو مختلف زعما کے پاس حسب ذیل پیغام دے کر بھیجا۔ یہ وفد پچھلے ایک ہفتہ سے اہم لیڈروں سے اتحاد کے بنیادوں پر مذاکرات کر رہا ہے۔ مولانا عبدالحق مدظلہ نے ملک بھر میں اپنے مخلص تلامذہ اور علماء سے بھی کمیونسٹوں کے خلاف اور افغانستان کے مسئلہ پر متفق و متحد ہونے کی اپیل کی ہے۔ مولانا کا پیغام حسب ذیل ہے؛

گرامی قدر مجاہد اسلام و حامیان دین متین زعماء جہاد افغانستان و جمیع رفقاء و مجاہدین و جنود ایدکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مزاج گرامی

آپ حضرات کے مجاہدانہ اور سرفروشانہ کارنامے اس الحاد و دہریت و زندیقیت کے زمانہ میں اسلام اور عالم اسلام کے لئے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ بے سروسامانی کے عالم میں ایک ایسی قوت جابرہ کا مقابلہ جو اسوقت پوری دنیا میں انا ربکم الاعلیٰ کا مدعی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو چیلنج کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کی لانہایت امداد و نصرت کے بغیر ناممکن ہے۔ ہم اگرچہ کمزور ہیں لیکن یقین جانئے کہ ہماری مخلصانہ دعائیں شب و روز آپ کے شریک کار ہیں۔

محترم! آپ خود علماء اور اہل علم ہیں۔ بے اتفاقی تشتت اور باہمی اختلاف کے بارے میں قرآن کریم کی تصریحات، احادیث نبوی علے صاحبہا الف الف صلوٰۃ اور مسلمانوں کی پوری تاریخ عروج و زوال آپ سے پوشیدہ نہیں جس کی تکرار آپ حضرات کے سامنے تحصیل حاصل ہوگی۔ میں آپ کو خالق کائنات کا واسطہ دے کر یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کا اختلاف صرف دو افراد، دو گروہوں، دو جماعتوں کا اختلاف نہیں اس سے عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ آپ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ آپ کا جہاد کسی ایک سرزمین کا نہیں، اس کا جغرافیائی حدود سے تعلق نہیں بلکہ یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جسکو بجا طور پر عالم اسلام کی جنگ کہا جا سکتا ہے اور آپ صرف افغانستان کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لئے لڑ رہے ہیں۔ صرف میں اور میرا دارالعلوم نہیں پاکستان کے تمام علماء کرام عوام اور تمام عالم اسلام اس سے سخت پریشان ہے۔ آپ کی معمولی ناچاقی شماتت اعداد کا ذریعہ بن رہی ہے۔ نصرت الٰہی کے انقطاع کا ذریعہ بن رہی ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا باعث یہی باہمی افتراق بن رہا ہے۔ اسوقت جو مقام جہاد و عزیمت اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیا ہے اسے خدانخواستہ ایسی معمولی لغزشوں سے اگر اس کو کچھ بھی گزند پہنچا تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے نزدیک آپ حضرات پر ہوگی۔ پاکستان کے تمام علماء کرام کی جانب سے آپ سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ للہ ان اختلافات کو بلا تاخیر ختم کیجئے۔ اس وقت میں اپنے بیٹے برخوردار مولانا سمیع الحق اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مشہور عالم دین قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی اور راولپنڈی کے معروف عالم دین برخوردار قاری سعیدالرحمٰن صاحب بطور خصوصی وفد اس غرض سے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور صمیم قلب سے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس مشکل کو آسان فرمائے۔ وہو میسر لکل عسیر۔ اور اگر ضرورت پڑی تو انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود خود بھی حاضری سے دریغ نہیں کروں گا۔ میرا ارادہ ہے کہ مجاہدین کی بھرپور امداد اور حمایت کے لئے عنقریب پاکستان اور خصوصاً سرحد و بلوچستان کے علماء اور اہل دین حضرات اور صلحاء سے بھی رابطہ کروں اور اس سلسلہ میں آج تک جو کسل واقع ہوا ہے اللہ تعالےٰ معاف فرمائے۔ اس کی تلافی کے لئے بھی ان سے مشورہ کروں۔

منہ التوفیق وعلیہ التکلان

عبدالحق عفی عنہ

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شادی بیاہ کی تقریبات اور مروجہ رسوم

آج کل ملک کے طول و عرض میں بیاہ شادیوں اور خوشی کی تقریبات کی دھوم ہے مگر ان مبارک تقریبات کا تاریک اور نامبارک پہلو یہ ہے کہ لاؤڈسپیکر پر بے تحاشا فلمی ریکارڈنگ اور آتشبازی زور پکڑ رہی ہے۔ گذشتہ دنوں ہمارے محلہ کی ایک ایسی ہی منزوز تقریب نے یہ سطور لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض علاقوں میں لاؤڈ سپیکر اور آتشبازی کے عام استعمال پر دفعہ ۱۴۴ کے تحت پابندی بھی عائد ہوتی ہے لیکن بزعم خود زندہ دل اور دیدہ دلیر نوجوان کسی بات کو خاطر میں نہیں لاتے۔ بعض علاقائی افسران بھی اپنے مخصوص تعلقات اور وجوہ کی بناء پر چشم پوشی اختیار کر لیتے ہیں۔ اگرچہ ان ہنگامی تقریبات کا انعقاد صرف دو تین روز کے لئے ہوتا ہے لیکن متاثرین کی حالت زار انتہائی قابل رحم ہوتی ہے گویا راتوں کی نیند حرام اور دن کا چین غارت ہو جاتا ہے۔ بعض حالات میں ان تقریبات

منظور احمد الحسینی

مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ

اصلاحِ معاشرہ کی فکر آپ کو ہمیشہ دامن گیر رہی

مجاہدِ ملت مفکرِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ضلع جالندھر کی سرسبز و شاداب اور علم و ادب کی گہوارہ تحصیل نکودر کے ایک گاؤں "رلیٔے پور آرائیاں" میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حاجی محمد ابراہیم خلوص، پاک بازی، شب بیداری اور مہمان نوازی کی وجہ سے علاقہ بھر میں مشہور تھے۔ مولانا مرحوم نے صرف و نحو اور فقہ کی ابتدائی تعلیم رائے پور گوجراں کی مشہور و نابغۂ روزگار درسگاہ جامعہ رشیدیہ سے حاصل کی۔ علم ادب، منطق و فلسفہ، حدیث و تفسیر کی کچھ کتابیں اور علم فقہ کی تکمیل کے لئے استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فوقانی تعلیم، حدیث و تفسیر کی تکمیل اور علمی تشنگی کی سیرابی کے لئے درس نظامی کی دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور بیس سال کی عمر میں امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کر کے وطن واپس آئے تو دل میں دینِ مصطفوی کی خدمت کی تڑپ پیدا ہوئی۔ مدرسہ اہل السنۃ والجماعۃ ڈھوبہ خورد ضلع جالندھر میں صدر مدرس کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ افہام و تفہیم اور قوت گویائی میں آپ یکتا تھے۔ اپنی خداداد قابلیت سے طلبہ کو مسحور کر دیتے تھے۔

۱۹۲۶-۲۷ء میں سلطانپور لودھی ریاست کپورتھلہ کے احباب کے پُرزور اصرار پر مدرسہ عربیہ اسلامیہ سلطان پور میں تشریف لے گئے۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں تعلیم و تدریس کے علاوہ عید گاہ میں نماز جمعہ کا اجراء فرمایا تو خطابت میں ایسے جواہر بکھیرے کہ شہر و نواحِ شہر مضافات کے عوام و خواص جواہر چننے کے لئے امنڈ آئے۔ پوری ریاست مولانا مرحوم کی خطابت سے گونج اٹھی۔ اصلاح معاشرہ کا فکر آپ کو ہمیشہ دامنگیر رہا۔ تدریسی مشغلہ کے ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت اور اصلاح بین المسلمین کے موضوعات پر بالعموم دیہات و قصبات میں اپنے مخصوص انداز میں بیان فرماتے اور سامعین کو مسحور کرتے۔

جالندھر شہر میں دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ چنانچہ حضرت رائے پوریؒ کی مساعی سے مدرسہ عربی فیض محمدی قائم ہوا۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر منتظمین مدرسہ نے مدرسہ کی توسیع و ترقی کے لئے استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کو بسلسلہ تدریس مدرسہ عربی فیض محمدی میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ مولانا خیر صاحبؒ بطور ناظم تعلیمات اور حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ بطور مدرس و مبلغ تعینات ہوئے۔

اس مدرسہ میں تین سالہ تدریس کے بعد حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے ساتھ مل کر ایک دوسرے عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے "خیر المدارس" تجویز فرمایا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اس کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔

اسی دوران "تحریک مسجد شہید گنج" میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایما پر آپ نے مجلس احرار اسلام میں شرکت فرمائی پہلے آپ آل انڈیا مجلس احرار کے رکن ہوئے بعد ازاں صوبہ پنجاب کے صدر منتخب ہوئے تقسیم ملک کے وقت آپ ہی صوبہ پنجاب کے صدر تھے۔ ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو انگریزی حکومت نے رہنمایان ہندوستان سے مشورہ کئے بغیر ہماری نوجوں کو جنگ میں جھونک دیا اور فوجی بھرتی شروع کر دی۔ اس پر مجلس احرار نے نہ صرف پُرزور احتجاج کیا بلکہ فوجی بھرتی کے خلاف تحریک چلائی۔ حضرت مولاناؒ نے بھی ایک بے باک لیڈر کی طرح اس تحریک

میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ایسی معرکۃ الآرا تقریریں کیں کہ ملک میں انگریز حکومت کی جانب سے کی جانے والی فوجی بھرتی کے خلاف نفرت آمیز جذبہ پیدا ہو گیا۔ اس کی پاداش میں فرنگی حکومت نے آپ کو گرفتار کیا۔ مقدمہ چلایا گیا۔ آپ نے عدالت میں چند لفظی بیان دیئے:

"مجھے اس حکومت سے
انصاف کی توقع نہیں ہے۔"

انگریزی عدالت نے تین سال قید کی سزا دی جو آپ نے جالندھر، گجرات اور امرتسر کی جیلوں میں کاٹی۔ اسی قید کے دوران آپ کے والد محترم اور دو بھائیوں کا انتقال ہوا۔

رہائی کے بعد جالندھر شہر میں تنظیم جماعت تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ زور و شور سے مصروف تھے کہ ۱۹۴۱ء میں ایک جلسہ میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لائے۔ آپ کی بے مثال خطابت سے متأثر ہو کر ملک برخوردار اور مشہور احراری کارکن حافظ محمد یار نے ملتان جیل میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ آپ مولانا محمد علی کو ملتان میں مستقل رہائش کا حکم دے دیں۔ انہوں نے حضرت رائپوری رح سے عرض کرنے کا مشورہ دیا۔ اس طرح اکابر کے حکم سے مولانا مرحوم جامع مسجد سر رحان حسین آگاہی ملتان میں تشریف لے آئے اور اسی مسجد میں جامعہ محمدیہ کا اجراء فرمایا۔ خطبہ جمعہ کا سلسلہ شروع ہوا تو چند ماہ میں جمعہ کے اجتماع نے مرکزی حیثیت اختیار کر لی۔

انہی ایام میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھر سے ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے اور مدرسہ عربی خیر المدارس کا ملتان میں اجراء فرمایا تو مولانا محمد علی رح نے اپنے مدرسہ جامعہ محمدیہ کا تمام سرمایہ کتب خانہ اور درجہ حفظ قرآن کے اساتذہ خیر المدارس کے حوالے کر دیئے (یہی مدرسہ آج پاکستان میں دینی تعلیم کی عظیم الشان یونیورسٹی بن چکا ہے) اور اپنے کو حضرت امیر شریعت رح کی رفاقت میں تحفظ ختم نبوت اور دین متین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔

ملک کے تقسیم ہوتے ہی حضرت امیر شریعت رح نے ارشاد فرمایا کہ انگریز چلا گیا۔ ملک آزاد ہو گیا اور پاکستان معرض وجود میں آ چکا ہے۔ ان حالات میں احرار کے سیاسی پلیٹ فارم کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ اب ملک میں اصلاح معاشرہ پر تمام توجہ مرکوز ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی بے سروسامانی کے عالم میں توکلاً علی اللہ آپ نے کام شروع کر دیا۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے کے لئے تحریک ختم نبوت چلائی گئی۔

آپ نے اندرون ملک ہر شہر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کیں۔ آپ نے ۱۳۸۹ھ میں مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کا دورہ کیا۔ اس طرح وہاں مجلس کا کام شروع ہوا۔ جگہ جگہ جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لٹریچر شائع کر کے ملک اور بیرون ملک میں آپ کے ایما پر مولانا لال حسین اختر نے کلکتہ۔ انگلینڈ۔ جزائر فجی وغیرہ ۲۳ ماہ کا دورہ کیا۔ انگلینڈ میں ساٹھ ہزار کی لاگت سے دفتر خریدا گیا جس میں اب مدرسہ تعلیم القرآن جاری ہے۔ اس پورے دورے کی تفصیل روداد مجلس تحفظ ختم نبوت ۱۳۸۷ھ اور ۱۳۸۹ھ میں ہے۔ آپ نے اپنی امارت کے دور میں بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ عرب ممالک کے تمام شیوخ کو بذریعہ لٹریچر اور خط و کتابت منکرین ختم نبوت کے غلط عقائد و عزائم سے آگاہ کیا۔ جولائی ۱۹۷۰ء میں افریقہ میں ختم نبوت کا مستقل مشن قائم کرنے کی خاطر نائجیریا کا انتخاب کیا۔

۵ اور ۶ اپریل ۱۹۷۱ء کی درمیانی شب کو جب آپ سلانوالی ضلع سرگودھا میں تقریر کر رہے تھے، دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔ رات کو گیارہ بجے دل کا دورہ پڑا۔ بعد میں آپ کو ملتان لے جایا گیا۔ اور علاج شروع ہوا۔ پہلے کچھ طبیعت سنبھل گئی۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے کئی دورے پڑے۔ آخری دورہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو پڑا تھا۔ اسوقت "اللہ اور ختم نبوت" کے لفظ کہنے پائے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

کھجور اور آشوب چشم

ایک بار حضرت صہیب رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سامنے روٹی اور کھجور رکھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس بلا کر ان کو شریک کر لیا۔ وہ کھجور کھانے لگے۔ کھجور آشوب چشم کے لئے مضر ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوکا کہ تمہاری آنکھوں میں آشوب ہے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ کے اس گوشہ سے کھاتا ہوں جس میں آشوب نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سن کر مسکرا دیئے۔ (مسند احمد)

حضرت معاویہ رض کہتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالےٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ عطا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔

طلبہ کی سرگرمیاں [redacted] ظہیر میر

قوم اور ملک کی امیدیں آپ نوجوانوں سے وابستہ ہیں' حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

"اسلام" ایک بڑی طاقت کی حیثیت سے دنیا میں اپنا لوہا منوا کر رہے گا' مولانا زاہد الراشدی

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ۹ جون بروز منگل چینیز لنچ ہوم ۸ ۔ شاہراہ قائد اعظم لاہور میں حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نو منتخب ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان کے اعزاز میں ایک پُر وقار استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا ۔ تقریب میں پنجاب یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات سے بیشمار طلبہ نے شرکت کی ۔ اس کے علاوہ وکلاء ڈاکٹرز پروفیسرز اور دانشور حضرات بھی اس تقریب میں شامل تھے ۔ تقریب کا آغاز تقریباً ساڑھے سات بجے شام حافظ ڈاکٹر شبیر احمد آف ڈینٹل کالج کی تلاوت کلام پاک سے ہوا ۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ظہیر میر نے انجام دیے ۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے تقریب کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر جناب خالد محمود ڈوٹو نے معزز مہمانوں اور طلبہ حضرات کا شکریہ ادا کیا ۔ انہوں نے کہا کہ جمعیتہ طلبہ اسلام اس ملک میں برائیوں کے خاتمے اور نیکی کو عام کرنے کے لئے شبانہ روز سرگرم عمل ہے ۔ انہوں نے طلبہ سے اپیل کی کہ جمعیۃ کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر اسلام کے عادلانہ نظام کے لئے کوشش کریں ۔ استقبالیہ کمیٹی کے سیکرٹری جناب محترم فضل الرحمٰن جویہ نے تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ انہوں نے دن رات تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے کام کیا ۔ ان کی ہر دلعزیز شخصیت جماعت کے لیے کسی رحمت سے کم نہیں ہے ۔ اللہ ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشے ۔ تقریب سے جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے سابق مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف ایڈووکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کو خلوص محنت اور لگن سے کام کرنے کی تلقین کی ۔ "ترجمان اسلام" کے ایڈیٹر حضرت مولانا زاہد الراشدی نے اس تقریب سے بڑا ایمان افروز خطاب کیا ۔ ان کی تقریر اس تقریب کا ماحاصل تھی ۔ انہوں نے اشتراکی اور سامراجی نظاموں کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے بڑے واضح دلائل کے ساتھ "اسلام" کی برتری کو نمایاں کیا ۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام ایک آدمی کے حقوق کی جتنی حفاظت کرتا ہے دنیا میں کوئی اور نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ہمیں دائیں اور بائیں کی سیاست سے ہٹ کر صرف اور صرف "اسلام" کی بات کرنی چاہیئے ۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ "اسلام" تیسری طاقت کی حیثیت سے دنیا میں اپنا لوہا منوا کر رہے گا ۔ جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے مہمان خصوصی کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے انہیں اپنی طرف سے مکمل حمایت کا یقین دلایا ۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے ہزاروں جیالے کارکن آپ کے ایک اشارہ ابرو پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں ۔ انہوں نے یونیورسٹی کے طلبہ کا بالخصوص اور دوسرے حضرات کا بالعموم شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس تقریب میں شرکت کر کے اسے رونق بخشی ۔ تقریب کے مہمان خصوصی نظام العلماء پاکستان کے مرکزی ناظم پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے ولولہ انگیز خطاب کیا ۔ انہوں نے نوجوانوں سے مخاطب ہوئے کہا کہ آپ لوگ ہی مستقبل کے معمار ہیں ۔ ملک و قوم کی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ "اسلام" اس دنیا سے امیر و غریب ۔ راعی اور رعایا ۔ شاہ و گدا کا فرق مٹانے آیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں "اسلام" کا گہرا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ مستقبل میں آنے والی ذمہ داریوں سے بآسانی چھٹکارا حاصل کیا جا سکے ۔ انہوں نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے ساتھیوں کو مبارکباد دی ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں کی محنتیں ضرور رنگ لائیں گی ۔ حضرت اقدس کی تقریر کے بعد مہمانوں کی مشروبات اور دیگر خورد و نوش کی اشیاء سے خدمت کی گئی اور یوں یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی ۔

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں ممتاز عالم دین اور فاضل دیوبند حضرت مولانا عبد العزیز صاحب

ساہیوال والے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سابق مرکزی خازن جناب طارق مسعود صاحب کے دادا جان تھے۔ مرحوم ایک بلند پایہ عالم دین اور جید محقق تھے۔ مرحوم کی وفات پر جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی راہنماؤں جناب ندیم اقبال اعوان۔ جناب ظہیر میر، جناب خالد محمود دلو۔ جناب محمد ادریس نے ایک بیان میں گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ برادرم طارق مسعود صاحب کے نام ایک تعزیتی پیغام میں ان طالب علم راہنماؤں نے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

کراچی

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ مجاہد آباد کراچی کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب عمر خطاب صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی صورتحال کا جائزہ لیا گیا اور چند ایک اہم فیصلے کیے گئے۔ اجلاس میں درج ذیل قرارداد بھی پیش کی گئی جو باقاعدہ طور پر منظور کر لی گئی۔

۱۔ نظام العلماء پاکستان کا تنظیمی بحران زیر قیادت حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی اور ناظم عمومی حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم بفضل ایزدی ختم ہونے پر جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ مجاہد آباد کراچی کے کارکنان رب کریم کا شکر بجا لاتے ہیں اور اپنے عظیم المرتبت پیشواؤں اور قافلہ ولی اللّٰہی اور کاروانِ حق و صداقت کے قائدین کی خدمتِ عالیہ میں ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ رب العزت ہمیں ان نفوس قدسیہ کی قیادت میں پاکستان میں نظام اسلامی کے حقیقی نفاذ کے عظیم مقاصد کی دیرینہ سعی میں کامیابی سے ہمکنار کرے۔

۲۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان حلقہ مجاہد آباد کراچی اپنے عظیم پیشوؤں اور نظام العلماء پاکستان کے قائدین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور دامت برکاتہم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتی ہے اور انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

چارسدہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ عربیہ شیر گڑھ چارسدہ کے کارکنان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی صورتحال کا بالتفصیل جائزہ لیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ سرحد کے نائب صدر محمد نعیم نے کہا کہ آج کے دور میں جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنان کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک میں اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر صرف اسی وقت ہو گا جبکہ اس ملک کی باگ ڈور علماء حق کے ہاتھ میں ہو گی۔ انہوں نے طلباء سے اپیل کی کہ غیر ملکی نظریات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو خاموش کرانے کے لئے اپنے اندر ہمت اور جوش پیدا کریں۔

اظہار تعزیت

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام لاہور حلقہ شاہدرہ کے ناظم اطلاعات جناب سیف الرحمٰن صاحب کے والد بزرگوار حاجی عبد الرحمٰن کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صوبائی اور ضلع لاہور کی جمعیۃ کے ساتھیوں نے جناب سیف الرحمٰن سے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے (آمین) جماعت سے متعلق تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

***

لاہور (شاہدرہ)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام لاہور حلقہ شاہدرہ کے کارکنان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے نائب صدر جناب محمود اشرف جناب عبد اللطیف عثمانی اور مرکزی ناظم اطلاعات جناب محمد ادریس نے خطاب کیا۔ راہنماؤں نے طلباء کو صحیح مطالعہ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ جمعیۃ کے پلیٹ فارم پر متحد ہو کر ملک میں اسلامی نظام کے لئے کوشش کریں۔

لاہور
ہوسٹل لاء کالج

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام لاہور حلقہ لاء کالج ہوسٹل کے کارکنان کا ایک اجتماع ہوسٹل لاء کالج میں زیر صدارت جناب ندیم اقبال اعوان صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اجلاس میں یونیورسٹی میں جمعیۃ طلباء اسلام کو مؤثر بنانے کے لئے ٹھوس لائحۂ عمل مرتب کیا گیا۔ اجلاس میں مرکزی نائب صدر جناب خالد محمود دلو، مرکزی جنرل سیکرٹری جناب ظہیر میر نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں یونیورسٹی میں الیکشن کے بعد کی صورت حال پر بھی غور و خوض کیا گیا اور آئندہ کے لئے لائحۂ عمل کی منظوری دی گئی۔ یہ اجلاس کمرہ نمبر ۱۹۸ لاء کالج ہوسٹل میں منعقد ہوا۔

دعائے صحت کی اپیل

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع تھکار پور کے صدر جناب دین محمد قریشی کے نانا جان جناب امید خان عرصہ دراز سے علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

**

کا سلسلہ یکے بعد دیگرے جاری رہتا ہے۔ شادی بیاہ کی مروجہ اور دیکھا دیکھی رسوم میں شرعی احکام سے قطع نظر اخلاقی طور پر بھی ہمسایوں کی سمع خراشی اور دلآزاری سخت مذموم اور قابل نفریں ہے۔

علاوہ ازیں ریڈیو۔ ٹی۔وی کے مخصوص فلمی ڈرامے اور دیگر پروگرام گھر گھر گانے گلی گلی راگ ورنگ اور سینما ہاؤس کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ کاش کہ کوئی دردمند مسلمان حکمران موجودہ صورتحال پر قابو پانے کے لیے مؤثر انسدادی اقدام کر سکے مگر ؎

وقت پر قطرہ ہے کافی ابر خوش ہنگام کا
جل گئی کھیتی پھر اگر برسا تو کس کام کا

عبدالواحد بیگ
محلہ سادات، ملتان

مولانا قاری محمد اسمٰعیل کی وفات پر اظہارِ غم

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ شیر گڑھ ضلع مردان کے شعبہ حفظ و تجوید کے مدرس حافظ قاری محمد سعید نے ممتاز ماہرِ تجوید و قرأت مولانا قاری محمد اسماعیل کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی دینی و فنی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالٰے قاری صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔

محکمہ آبادکاری کے ملازمین کو تحفظ دیا جائے

بہاول نگر میں محکمہ آبادکاری کے ملازمین کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں محکمے کے ملازمین کے مستقبل کے بارے میں حکومت کی پالیسی اور ۸۲-۱۹۸۱ کے لیے محترمہ عطیہ عنایت اللہ کے مرتب کردہ پروگرام پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا اور اس امر کو افسوسناک قرار دیا گیا کہ پانچ سال سے پندرہ سال تک محکمہ کی ملازمت کرنے والے کم و بیش سولہ ہزار ملازمین کی ملازمت کے تحفظ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اور افسرانِ بالا نے ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر غریب ملازمین کے حقوق و مفادات کو نظرانداز کر دیا ہے۔ ملازمین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کر کے اس مہنگائی کے دور میں ہزاروں غریب ملازمین کو بے روزگاری سے بچایا جائے۔

جناب اکرام القادری
سابق مدیر ترجمان اسلام
ان دنوں قائد محترم حضرت مولٰنا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالٰی کے مکتوبات کو

مکاتیبِ محمودؒ

کے عنوان سے جمع و مرتب کرنے میں معروف ہیں۔ جن حضرات کے پاس حضرت مفتی صاحبؒ کا کوئی مکتوب ہو وہ اس کی فوٹو کاپی مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں:

جناب اکرام القادری مہتمم مدرسہ احسن المدارس طارق آباد۔ خانیوال۔ ضلع ملتان

نظام العلماء پاکستان کے مرکزی مبلغ

مولانا منظور الحق رحمانی

مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی کے لئے صوبہ سندھ و بلوچستان کے دورہ پر ہیں۔ احباب ان سے بھرپور تعاون فرمائیں۔

(ادارہ)

معراجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانیت کو ترقی کی راہ ملی

میانوالی میں تبلیغی جلسہ سے علماء کا خطاب

رپورٹ: حکیم محمد یوسف

موتی مسجد میانوالی میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس سے مولانا محمد رفیق جامی، مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء، مولانا قاری محمد اشرف اور دیگر علما نے خطاب کیا۔ مقررین نے واقعہ معراج کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور کہا کہ معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانیت کو ترقی کی راہ ملی۔

مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ معراج کا مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا تحفہ نماز ہے

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے

چیف رپورٹر

جناب راؤ منور احمد خاں

مختلف اضلاع کے تفصیلی دورہ پر ہیں۔ (ادارہ)

غلام اور سلمان فارسیؓ

ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ سے ملنے آیا۔ دیکھا کہ آٹا گوندھ رہے ہیں۔ پوچھا حضرت غلام کہاں ہے؟ فرمایا اس کو ایک کام کے لئے بھیجا ہے اور اب مناسب نہیں لگتا کہ اس سے دوسرا کام بھی لوں۔ اس لئے آٹا خود گوندھ رہا ہوں۔ (طبقات ابن سعد)

ملک میں مکمل اسلامی نظام اور قوانین نافذ کئے جائیں

عالم اسلام متحد ہو کر اسرائیلی جارحیت کا منہ توڑ جواب دے

افغان مجاہدین کو خراج تحسین' وفاق المدارس العربیہ کے اجلاس کے فیصلے اور قرار دادیں

کراچی ۱۶ جون (اسٹاف رپورٹر) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا سلیم اللہ خان نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ وفاق کے نمائندہ اجلاس نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام و قوانین کو جلد از جلد نافذ کرے اور اس سلسلہ میں کئے گئے وعدوں کو مزید تاخیر کے بغیر عملی جامہ پہنایا جائے۔ انہوں نے وفاق کی مجلس شوریٰ کے سہ روزہ اجلاس کے اختتام پر اجلاس میں کئے گئے فیصلوں اور منظور شدہ قراردادوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اجلاس کی مختلف نشستوں میں وفاق کی تنظیم کے استحکام، وسعت اور طریق کار کے سلسلے میں غور و خوض کیا گیا۔ وفاق المدارس سے ملحق مدارس کے مسائل زیر بحث آئے۔ تمام ملک میں دینی مدارس کے نصاب کی یکسانیت اور امتحانات کی بہتری کے لئے مختلف پروگرام تشکیل دیے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت کے دینی مدارس کے سلسلہ میں حالیہ اقدام مجوزہ منصوبہ برائے نفاذ آرڈیننس پر تفصیل سے غور و خوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ حکومت کا منصوبہ ملک کے دینی مدارس کے لئے ناقابل قبول ہے اور اگر اس کا نفاذ کیا جاتا تو نہ دینی تعلیم کے لئے مفید ہوتا اور نہ ہی ملک کے لئے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ حکومت نے وفاق کی سند کو جو ایم۔ اے اسلامیات و ایم۔ اے عربی کے مساوی قرار دیا ہے اس سلسلہ میں حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ جس طرح تدریس کی ملازمت کے لئے وفاق کی سند کو ایم۔ اے کے برابر قرار دیا ہے اسی طرح دیگر شعبوں اور اداروں میں ملازمت کے لئے بھی وفاق المدارس کی سند کو ایم۔ اے کے مساوی قرار دینے میں بی۔ اے کے دو مضامین کی شرط کو ختم کیا جائے۔ مزید یہ کہ اساتذہ کی ترقی کے لئے جو اسکروٹنی بورڈ بنایا جائے اس میں حتمی طور پر جید علماء کو شامل کیا جائے اور ان کی رائے پر فیصلہ کیا جائے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ قضاۃ کی تربیت کا شعبہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، مدرسہ خیر المدارس ملتان اور دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں قائم کیا جائے گا جو ایک سال کے کورس پر مشتمل ہوگا۔ طے پایا کہ مولانا سلیم اللہ خان، مولانا محمد اسعد تھانوی۔ مولانا محمد رفیع عثمانی۔ مولانا مفتی احمد الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے جو دینی مدارس کالجوں اور جامعات کے نصاب پر غور کرے اور اپنی رپورٹ آئندہ مجلس عاملہ میں پیش کرے۔ حکومت کی طرف سے دینی مدارس کے زکوٰۃ وصول کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں طویل غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد یہ طے کیا گیا کہ مدارس کی مصلحت اور آزادی کی خاطر وفاق المدارس سے ملحق دینی مدارس حکومت سے زکوٰۃ وصول نہ کریں۔

اجلاس میں منظور شدہ قراردادوں میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مدارس عربیہ میں ہر قسم کی مداخلت سے گریز کرے عصری علوم کی پیوند کاری کو دینی مدارس کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مدارس کے نصاب کے سلسلہ میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وفاق المدارس کی سند کو تدریسی شعبوں کے علاوہ بھی حکومت کے تمام شعبوں میں ایم اے اسلامیات اور عربی کے برابر قرار دے اور اس میں مقررہ تمام شرائط ختم کر دے

کراچی میں بجلی کے بحران کی بناء پر تجارتی اداروں میں جمعہ کی بجائے اتوار کی تعطیل کے اعلان کی مذمت کرتے ہوئے فوری طور پر یہ فیصلہ واپس لینے کا مطالبہ کیا ایک قرارداد میں کہا گیا کہ حکومت پنجاب نے مرزا بشیر الدین محمود کے ترجمہ قرآن کو ضبط کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح اس تحریف شدہ ترجمہ کو پورے ملک میں ممنوع قرار دے

اجلاس میں عراق پر اسرائیلی حملے کی پرزور مذمت کرتے ہوئے عالم اسلام سے اپیل کی گئی کہ وہ متحد ہو کر اسرائیلی جارحیت کا مقابلہ کرے اور عراق پر حملے کی جوابی کارروائی کرکے اسرائیل کو منہ توڑ جواب دے۔ اجلاس میں افغانستان میں برسر پیکار مجاہد علماء، مشائخ اور طلبہ مدارس دینیہ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اشتراکیت کی یہ یلغار پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے اس لئے وفاق المدارس کا یہ اہم اجلاس یہاں کے اہل علم ارباب مدارس خانقاہوں اور دینی مراکز سے وابستہ حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان حالات پر گہری نظر رکھے اور اس بارے میں مسئولیت خداوندی کا احساس اور جذبہ بیداری کو اپنے اندر پیدا کریں۔ وفاق المدارس کا یہ اجلاس اس جہاد کو عظیم اسلامی جہاد قرار دیتے ہوئے شہداء کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہے۔

رستے ہوئے زخموں کی کہانی

مشرقِ وسطیٰ میں عربوں اور اسرائیل کی جنگ ہو یا برصغیر میں پاکستان اور بھارت کی جنگ ہو بہرحال جنگ ہے مگر آپس میں دو ملکوں کی جنگ نہیں بلکہ دو مختلف قوموں، دو نظریوں اور دو تہذیبوں کی جنگ ہے۔ یہودیوں اور ہندوؤں کو جس بات نے عربوں اور پاکستان کے خلاف برسرِپیکار کر رکھا ہے وہ ان کی اسلام دشمنی ہے۔ پاکستان کے خلاف بھارت میں مختلف زبانیں بولنے والے مختلف مذاہب کے ماننے والے اور مختلف ثقافت رکھنے والے ایک گروہ کی مانند منظم ہیں۔ لیکن اس کے برعکس ہم لوگ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہندوستان کے عزائم ہمارے متعلق کیا ہیں باہمی رقابت اور تعصب کی آگ میں جل رہے ہیں۔ کہیں بلوچ، پٹھان، سندھی اور پنجابی کا اختلاف ہے۔ کہیں چار قومیتوں کا شوشہ چھوڑا جا رہا ہے، کہیں بھارت کو دوست گردانا جا رہا ہے۔ کہیں سیاسی قتال کا بازار گرم ہے۔ ہر طرف بے نظم انتشار برپا ہے۔ اسی انتشار سے فائدہ ہو کر دشمن نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا۔

مشرقی پنجاب، جوناگڑھ۔ حیدرآباد دکن کشمیر اور مشرقی پاکستان کے المیوں کے بعد پاکستان کے مسلمانوں کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ پاکستان کے متعلق ہندوستان کے عزائم کیا ہیں۔ پاکستان کی سالمیت کا مسئلہ سات کروڑ انسانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس دین کی ناموس کا مسئلہ ہے جس کے لئے بدر و حنین کی جنگیں لڑی گئیں، جس کے لئے حضرت حسینؓ نے کربلا کے بے آب و گیا میدان میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ یہ اس مادرِ وطن کے تحفظ کا مسئلہ ہے جس کے لئے پندرہ لاکھ سے زیادہ انسان قربان ہو چکے ہیں۔ اگر میرے ہم وطن شیر کی مانند زندہ رہنے کی خواہش رکھتے ہیں تو اپنی عسکری صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ علاوہ ازیں جدید اسلحہ ساز فیکٹریوں میں اضافہ کرنا ہوگا۔ پاکستان اور ہم سب کی زندگی کا راز اسی امر میں پوشیدہ ہے کہ جتنا جلد ہو سکے ہم ایٹمی ٹیکنالوجی میں خود کفالت حاصل کریں۔

سپین جس پر آٹھ سو سال مسلمانوں کی حکومت رہی۔ آٹھ صدیوں تک مساجد میں اللہ اکبر کی صدائیں گونجیں، لیکن اب موجودہ سپین میں (۹۹) ننانوے فی صد مساجد کو گرجوں سرکاری گوداموں اور اسلحہ خانوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ ایک فیصد مساجد سپین کے مسلمانوں کی تباہی و زوال کی داستان سموئے کفر و شرک اور غلامی کی فضاؤں میں باوقار کھڑی ہیں۔ سپین سے آتی ہوئی ہوائیں کو یہ پیغام دے رہی ہیں!

"اے برصغیر کے مسلمانو! انتشار سے پرہیز کار کرو۔ کفر کے خلاف متحد ہو جاؤ۔ اے دین کے وارثو جہاد کی اہمیت اجاگر کرو۔ اے سیاست کے رازدانو! ذاتی اقتدار کی خاطر پوری قوم کے گلے میں غلامی کا طوق مت پہناؤ۔ اے قوم کے نوجوانو! عیش و عشرت کے راستے پر نہ چلو۔ یہ راستہ تباہی و بربادی کی سمت لے جاتا ہے۔ ہر لمحہ دشمن ملک و ملت پر غالب آنے کی سعی کرو۔ دشمن کی ہر چال پر نظر رکھو۔ ساتھ ساتھ جنگی قوت میں اضافہ کرتے رہو۔ سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھو کہ تم میں کوئی غدار نہ پنپنے پائے جہاد کی اہمیت پہچانو۔ اگر تم نے جہاد سے راہِ فرار اختیار کی تو یاد رکھو کہ تمہارا حشر بھی سپین کے مسلمانوں سے مختلف نہ ہوگا۔"

جب مسلمان جد و جہد کی راہ سے ہٹ کر عیش و عشرت کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو مال و دولت کی محبت جذبۂ جہاد پر غالب آ جاتی ہے۔ جب شوقِ شہادت سرد پڑ جاتا ہے تو یہ سرد مہری مسلمان کو غلامی، ذلت اور رسوائی کے گڑھوں میں چھوڑ دیتی ہے۔ جب تک مسلمان کا دل جذبۂ شہادت سے فروزاں ہے اس کو ہنود و فسطائیت تو کیا دنیا کی کوئی طاقت مغلوب ..... نہیں کر سکتی۔

نظام العلماء پاکستان
کے مرکزی مبلغ
مولانا محمد منظور الحق رحمانی
کوئٹہ ڈویژن کے دورہ پر ہیں۔ جماعتی احباب ان سے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی اور اشاعت کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔ (ادارہ)

ھوالشافی — ھوالکافی

سفوف ھاضم

گیس۔ جلن تبخیر معدہ کے لئے خوش ذائقہ اور لذیذ غذی اعصابی ہے۔ ترشی و تیزابیت کو دور کرتی ہے کھٹی ڈکاروں پیچش۔ پیٹ میں ہوا کا گولہ۔ پیٹ کی درد۔ ریاح۔ بدہضمی۔ بھوک نہ لگنا۔ خارش۔ قبض۔ پھوڑے پھنسی احتلام مزمن بوجہ ضعف معدہ و جگر۔ تبخیر معدہ اور مالیخولیا کے لئے آبِ حیات ہے۔

قیمت ۶/- روپے

خالد کلینک و فارمیسی ریلوے روڈ پنڈعدن